بتوفیق خدای سخن آفرین رونق بخش مضامین رنگین
نظم دلفریب پر اثر کلام بلاغت نظام مطبوع سخن سنجان باخبر المسمی
ریاض سحر
نتیجہ فکر ناظم شیریں مقال فصیح اللسان نازک خیال شاعر مشہور شیخ امداد علی صاحب متخلص بہ سحر
در مطبع کارنامہ لکھنؤ باہتمام محمد یعقوب خان طبع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر خشک و تر مین تو ہی سب سے ظہور تیرا
دلمین جگہہ ہی تیری آنکھون مین نور تیرا

موسی نی طور ہی پر دیکھا تھا نور تیرا
ہر شی مین دیکھتے ہین عاشق ظہور تیرا

یہ شان بی نیازی ممکن نہین بشر مین
ای کبریا سزاوار تجھکو غرور تیرا

بیکار جستجو ہی ہر شی مین تو ہی تو ہی
پھولون مین تیری بو ہی ذرون مین نور تیرا

ای آفتاب محشر اب جلد ہو برآمد
ڈیوڑھی پہ منتظر ہی شور نشور تیرا

پوچھین سگے جب فرشتے معبود کو لحد مین
آئیگا ذکر پہلے ای رب ضرور تیرا

کوٹھے پہ آکے ساقی چمکا دی سیر کی صحبت
ہی چاند چودھوین کا جام بلور تیرا

ساحل کنارہ کش ہے کشتی ہی شکستہ
مشکل ہے بچنا غم سے ای دل عبور تیرا

واقف ہین کیا منجم ماہیت قمر سے
یہ اطلس فلک سے چھنتا ہی نور تیرا

تھا تجھکو آیا سیرا ہو کی تھا
رستا ہی دیکھتی تھی اہل قبور تیرا

بخشش مین ای ... لا الہ ...
ہو کر مقر خطا کا بیلے قصور تیرا

رہنا نہ تھا تو ناحق گھر کیون یہان بنایا
حامی یہ عقل کی ہی پختہ مکان بنایا

پست و بلند عالم تیری ہی ذات سے ہے
پیدا زمین ہی کی جب آسمان بنایا

چاہ ذقن مین لاکھون یوسف گری پری ہین
اچھا ثواب لوٹا جسنے کوان بنایا

کس چال سے مٹایا طاوس کو چمن مین
شمشاد کو تراشا سرو روان بنایا

بیٹھا فقیر ہوکر بھٹی پہ رند تیرا
سب بھنچون نی ملکر پیر مغان بنایا

داغ فراق دیگا مین عرش پر کیا
مجھکو بھی ماہ کامل اے آسمان بنایا

سبحان تیری قدرت سر پا ہے مین ہی صنعت
معشوق بی دہن کو کیا خوش بیان بنایا

جس گل کو دیکھتا ہون سرشار اپنی رنگ مین ہے
تونے عجب چمن یہ ای باغبان بنایا

رہ رہ کے پوچھتے ہو حال گذشتہ دل کا
مجھکو حضور والا کیا قصہ خوان بنایا

لڑکون کا ہی گھر وندا سحر اپنا جسم خاکی
مجھکو بگاڑنے کو اے مہربان بنایا

ابکی نوروز مین وحشت کا ہے سامان نیا
تیی دنیا مین نکالا ہے بیابان نیا

یہ کیا ہونگی عصب آتی ہی مغلف سے
اک بھگت ہوتا ہے ہر روز مسلمان نیا

خط کا آغاز کہین ہے کہین رخسار صاف
سہو کاتب سے غلط لکھا ہے قرآن نیا

حور بھی خلد مین ہوگی تو بس ایسی ہی گی
آج پریون مین دیکھا ہے اک انسان نیا

باتون ہی باتون مین گھر اونسے گر جاتی ہو
قصہ خوان انکی طرح روز ہے میدان نیا

ہم بھی مرنے کو ڈھونڈھینگے کوئی قبر مین
آپ بھی سوئین مبارک ہی دالان نیا

وادی نجد کو مجنون کیطرح کیون ڈھونڈین
وسعت دل سے ہے موجود بیابان نیا

نہ دیا منہ کا اوگال ایکبا گلوری کیسی
ایسی ہونگی تو نہین کہا ہی چکی پان نیا

بھیجا کھینچکے اونکا جو گلے پر رکھ لون
دست وحشت کو ملے اور گریبان نیا

وقت پر دشمن ہین اپنی ساختہ پرداختہ — ایک ہیرا کھائے سو ٹکڑے ہو دل حکاک کا

آنسو وہین جب نکلتا ہے کبھی ڈلکا غبار — یاد آتا ہے پسینا بلکہی پوشاک کا

ننگ ہے پیوند سے کپڑے کی اے منعم سمجھ — یہ نہین معلوم خود پیوند ہوگا خاک کا

ہین جو اہل ظرف دنیا مین وہی گردش مین ہین — دورۂ افلاک دکھلاتا ہے چکر چاک کا

شمع پر گرتے ہین پروانے نہین کچھ سوجھتا — گل چراغ ایسا ہوا ہے شعلۂ ادراک کا

بعد مرنے کے اوٹھینگے کسکی گردن سے قصور — جیتے جی کچھ چھوڑ دنیا خوب ہے املاک کا

یان آتی ہی نکلے دم نہ گھبرایے کبھی — یا رسول اللہ صدقہ اپنی روح پاک کا

۱۲

کپڑے درباری یہی ہین سچ اگر پوچھو سحر — نام رکھا ہے کفن یارون نے جس پوشاک کا

کیا غضب ہے احسان کسیکا نہین اوٹھتا — پھر وہ سر شوریدہ سے سودا نہین اوٹھتا

اعلیٰ بھی نہین ہوتا ہے اسفل کو کبھی اوج — ہاتھون سے کبھی نقش کف پا نہین اوٹھتا

کیا خاک کہلے غیر پہ حال دل وحشی — خاطر کے غبار انکا ہیولا نہین اوٹھتا

ہر چند ادھر کھینچ رہی ہے کشش دل — پڑتا جو ہے بھاری قدم اونکا نہین اوٹھتا

اوس کوچے مین بیٹھی تھی کہ بس مر گئے اوٹھکے — اب لاش پڑی ہے وہین مردا نہین اوٹھتا

کب ہاتھ سرہانے سے ہٹایا نہین جاتا — کب ہم پہ شب وصل مین تکیا نہین اوٹھتا

فرقت مین لیے بیٹھے ہین ہیرے کی انگوٹھی — نیچے ہون تپیون سے یہ صدمہ نہین اوٹھتا

کہنے سے ترے کوٹھے پہ کرنیکو گئے ہین — اسوقت کوئی چاہنے والا نہین اوٹھتا

شبنم کی جو دلائی ہین بسر ہو ہین جاڑے — لوٹا سا ہے قد اون دوشالا نہین اوٹھتا

درد دل بیتاب کا کچھ حال نہ پوچھو — ٹھہرا ہے کہ ہر بات مین چلا نہین اوٹھتا

کچھ غیب سے رندونکو عنایت ہو تو جانین — قارون سے بھی یون گنج ہمارا نہین اوٹھتا

در باریون کی وضع سحر بن نہین سکتی
نازکی ہی دماغ ایسا کہ شملا نہین اوٹھتا

دل بیتاب کو زلفون نے پھنسا کر مارا
سر کی چپکی سے گرہ باز کبوتر مارا

لب رنگین سے جو کین نوک کی تامین مسی نے
ای پری رگ یاقوت پہ نشتر مارا

دل جو شفاف ہوا صورت اصلی فغ کیجی
آئینے کو سر دیوار سکندر مارا

ایک پلکون کے اشارے سے ہنسین اور لی ہین
پڑھکے لون گون پہ تیر آنکھون نے نشتر مارا

دم نکلنے لگا مرنے لگے لیتے جاتے
کیسا بہوت ہمین تجھ نے ستمگر مارا

صحبت می کا مزہ ساقی دوران تک تنہا
جام کو فرق جمشید پہ جاکر مارا

نہ کسی جوش جنون مین سہی وہ مزا منفنے
بات اگر سخت سنی سمجھے کہ پتھر مارا

نال سے جو لیا دل تو ہوا کونسا فخر
کچھ تکلف نہین جھر لیسے کبوتر مارا

جلتے جی الفت ابرو مین کبھی آہ نکی
زیر خنجر بھی نہ دم ای دل مضطر مارا

کہین لبریز ہی ہو جائے یہ پیمانہ عمر
تم فرقت نے تو پیاسا ہی کو تر مارا

استخارہ جو سحر وصل پہ واجب آیا
مسکرا کر وہی کنٹھا مرے منہ مارا

آخر ستم رسیدہ ہجران نکل گیا
سارا گھمنڈ ای بت نادان نکل گیا

تڑپا فراق مین دل بیتاب اس قدر
سینے پہ سو جگہ سے گریبان نکل گیا

سوئی یہ گرم ہو کی ہم اوس گلبدن کے سا تھ
کانٹا سا درد کا کہ ہجران نکل گیا

سمجھا جو میری بلبل دل سی تو سمجھا
دو روز ہو نہین مرغ گلستان نکل گیا

رہ یا نہین فراق مین نالی نہین تسکے
کس بات مین بلا کش ہجران نکل گیا

مین ناتوان مکان سے جبتک اوٹھون اوٹھون
دروازے سے وہ سرو خرامان نکل گیا

اب نہ وہ تم ہو نہ وہ ہم ہیں نہ وہ دل نہ وہ آنکھ
آپ بھی چوک گئے ہمنے بھی دھوکا کھایا

دوڑکر ابروی قاتل کی بلائیں لیلیں
بیٹھے بٹھلائے سے اوٹھے یہ تجھہ مین تیر کا کھایا

کمر یار کا بس اتنا ہی خدا حافظ ہے
وہ اوڑا طائر دل لف لے جھوکا کھایا

آشنا بحر محبت میں ہزاروں ڈوبے
زندگی تھی جو بچے ہمنے بھی غوطا کھایا

دشت غربت میں ہوا کھاکے فقط جیتے ہیں
ملکے نان ہوا جب کوئی جھونکا کھایا

من و سلوی بھی ملی روز تو نفرت ہو جائے
آج بھی کھائیں گے کل بھی غم فردا کھایا

میہمان دوست وہ ہیں یار کا جی جانتا ہے
داغ فرقت کا بھی کھایا تو نہ تنہا کھایا

طائر روح کو ڈالے پہ لگایا قاتل
دل پہ ہمنے تری بندوق کا چھرا کھایا

یاس کے شعر جو ہیں تیغ ہیں یارو نہیں
لعل اوگلے در دندان پہ جو ہیرا کھایا

ہضم کیا ہو وہ خدا دل نکرے جسکو قبول
ہو گیا تحفہ جو ہمنے غم فردا کھایا

یہ بھی کھر بیٹھے ملی جاتو نعمت ہے سحر
دیکھتا کون ہے غم کھایا کہ کھانا کھایا

کچھ ضرورت نہیں احرام میں ہونا اپنا
دلکشا سے ہے زیادہ ہمیں کوٹھا اپنا

آبرو خلق میں باشد کہ پیدا اسکے
آپ منظور ہوا ہمکو ڈوبنا اپنا

نیند گرمیں نہیں آتی کسی کروٹ شب بھر
چین سے قبر پہ موقوف ہے سونا اپنا

لاکھوں گھر ڈوب گئے لاکھ نہ پھر پائے ہیں
خالی جانی کا نہیں ہے وہ کا رونا اپنا

جام قسمت کا سو کیف ملیگا کہیں ہاں
کونسا قرض ہے میخانے میں ہونا اپنا

ٹھر بٹھا ساقی اٹھی کیسی دست سوال
پیچھے مہر نہیں دینے کا سوتا اپنا

دن کو سائے میں ہو لونگے پڑا رہتا ہوں
ارے جنون ہے ہی یہ شبیر کا بچھونا اپنا

کوئی جانا نہیں گھر بیچ میں ہے رات سحر
پاؤں سو جانے میں ہوتا ہے نہیں سونا اپنا

ہمارے ملنے کا اونکو ملال بھی نہ ہوا
خیال گالی کا کچھ خیال بھی نہ ہوا

نگاہ تیر سے ڈرئیے تمہارے دیدہ کو
شہید کرکے مجھے انفعال بھی نہ ہوا

عجیب لطف تھا کچھ ابتدائے وحشت مین
وہ ولولہ وہ جنون اگلی سال بھی نہ ہوا

بغل مین بیٹھ کے دل لیگئے کوئی صاحب
کسی کو اونکی طرف احتمال بھی نہ ہوا

نہ آئی قبر پہ افسوس فاتحہ پڑھنے
لحد کا سبزہ کبھی پایمال بھی نہ ہوا

یہ کیسا مرہم زنگار سبزۂ خط تھا
جگر کے زخمونکا کچھ اندمال بھی نہ ہوا

کسی کو بزم صنم مین خدا نہ لیجائے
گلوری کیا کہ میسر وہ گال بھی نہ ہوا

لیا تو بوسۂ عارض مگر تصور مین
کہ اپنا کام بھی نکلا ملال بھی نہ ہوا

وہ نام ہی کو مسیحا ہین کیا جلائینگے
کوئی مریض محبت بحال بھی نہ ہوا

۹

خدا نے خلق کیا یون تو بہتر ایک سے ایک
مگر سحر سا کوئی بیکمال بھی نہ ہوا

ستم سہے ہین مشقتین کہان کہان کیا کیا
خدا کے فضل سے ہین اپنی مہربان کیا کیا

زمانہ دیکھا ہوا ہی خضر ابتدا سے مگر
ابھی دکھائیگی یہ سحر بیان کیا کیا

بس انتہا ہی کہ شکل آبرو کی پیدا کی
بھرا تمہاری تجسس مین آسمان کیا کیا

سنی نہین کبھی گالی کہ آشنا ہون کان
ذرا پکار کے پھر کہیے مہربان کیا کیا

چلے وہ چال کہ پامال کردیا تمنے
اکڑ رہے تھے ابھی سرو بوستان کیا کیا

محبت اوداس ہے بزم شراب بے ساقی
پیالے لیتی ہین خالی جمائیان کیا کیا

بغیر یار ہے بزم شراب مجلس غم
کہ شیشے روتے ہین لیتی ہین ہچکیان کیا کیا

اخیر کو بھی تمہاری گلے کا ہار ہوا
اوٹھائے داغ جدائی کہان کہان کیا کیا

سحر چھیڑنے کی بھی آواز کیا ہی چلتی چھینٹ
کہ گھڑ گھڑائی ہین لوگون نے باتین کیا کیا

آزاد و قید گیسو کیا اختیار کرتا | شامت تھی کیا سحرؔ کی تمکو جو پیار کرتا

معشوق بندہ پرور ملتا اگر نہ ہوتا | کون اپنے عاشقون مین ہمکو شمار کرتا

جو کچھ کہو بجا ہے بیشک مری خطا ہے | بندہ اگر نہ ہوتا جرأت ہزار کرتا

اخفاے راز الفت تھا پیشہ جنون | اب حال دل جو کہتے کون اعتبار کرتا

افسوس مر کے کوئی جیتا نہین دوبارہ | ہوتین جو لاکھ جانین تجھ پر نثار کرتا

وحشت مین دیکھتے جب پاکے آنکہ سے ہم | صحرا مین کار مژگان ایک ایک خار کرتا

دو دن کی زندگی تھی کس لطف سو گذری | تم جیسے رشک کرتے مین تمکو پیار کرتا

دل کی لگی ہوئی کو آنسو نہین بجھاتے | آتا تو مہربانی ابر بہار کرتا

پانی اگر پیا ہو فرقت مین تو قسم لو | کھانا بغیر اوسکے کیا زہر مار کرتا

عاشق کو ابروونکا سودا اگر نہ ہوتا | ہر روز اک گریبان کیون تار تار کرتا

ہر موے تن کے بدلے ہوتین اگر زبانین | کس کس طرح سے شکر پروردگار کرتا

بعد از فنا ہی مٹی آپ اپنا جسم خاکی
تجویز کیا سحرؔ مین جاے قرار کرتا

تپ غم کا کیا علاج اچھا | یہ نہ پوچھا کبھی مزاج اچھا

سانپ سے اژدہا بنے چوٹی | پایا سو باف نے رواج اچھا
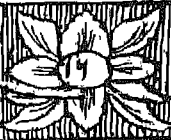
ٹھہرا فرداے حشر پر دیدار | کل کا وعدہ کیا تھا آج اچھا

خاک پر بیٹھے ننگے سر غافل | نہین سودا سے تخت و تاج اچھا

بات کرنے نہ آے منعم کو
پوچھتا ہی سحرؔ مزاج اچھا
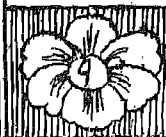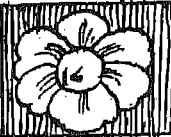
جب بنا یار بڑھ کے بول لیا | مفت دل دے کے رنج مول لیا

تولہ ماشہ مزاج عالی سے ہے
خوب نظروں میں ہمنے تول لیا

لے لیا دل تو مال اپنا سمجھا
زلف کی کچھ گرہ کا کھول لیا

دہن تنگ میں نہ تنگ رہتا
اتنا عقدہ نہ پہلے کھول لیا

دیکھے دل پایا قبضہ ابرو پر
ہیچ جانا سنا نہ مول لیا

ہمکو چھوڑا جو قید گیسو سے
دل وحشت زدہ کو اول لیا

جب سے کی اختیار خاموشی
جسکا جی چاہا بڑھکے بول لیا

پے تمھارے نہ پی شراب کبھی
زہر جب تک نہ پہلے گھول لیا

عطر مل مل کی ای سحر شب وصل
گل تو سارا بدن ٹٹول لیا +

اودھر آتا ہے سینے میں آبلہ دلکا
قریب مرگ ہے بنتا ہے مقبرا دلکا

جدائی دوست کے دشمن کو بھی نصیب نہو
جگر کو داغ دکھاتا نہ یا خدا دلکا

جو گذرا اوسکی مشیت میں وہ ہوا صد شکر
حضور کی نہ شکایت نہ کچھ گلا دلکا

ہے جو ہم داغ جدائی سے دل ہی گلدستہ
حباب [illegible] آبلہ دلکا

لبا شراب نے یہ قہقہے کہاں پائے
سنا کہاں ابھی بلبل نے چہچہا دلکا

ہمارے کان تو انکو غیبت سے آشنا نہ کرے
زبان دہن سے نکل کر کرے گلا دلکا

یہ واقعہ بھی نہیں کربلا کی حال سے کم
پڑھونگا یار کے مجلس میں مرثیا دلکا

ہزار جان سے عاشق ہوا ہے قاتل پر
بساط سے کہیں باہر ہے حوصلا دلکا

مژہ بھی تھی آنکھوں میں رونق والونکا
یہ بند بند ہمارا ہے مرثیا دلکا

لبتر کے سبب ہنر گفتگو میں کھلے ہیں
ہر ایک شعر سے ظاہر ہے ولولا دلکا

نکالے جوہر فولاد کس مشقت سے
کیا نہ صاف سکندر نے آئنا دلکا

کہے کیا اب اجابت عرش تک آ کر رسا پہنچے
ہمیشہ کیا ستیزہ کار ہی چرخ کی بنیاد ہونا تھا

کسی کی زلف و لب کا بوسہ کیون ناحق طلب کرتا
نہ مجنون ہمکو بنتا تھا نہ کچھ فرہاد ہونا تھا

گل اندامونکی نقشی نقش و لبریز ہوتی جاتی ہین
اسی صورت پہ اس ویرانے کو آباد ہونا تھا

عجب تاثیر ہے دور فلک کی کیا تماشہ ہے
مزاج یار کو بھی مائل بیداد ہونا تھا

ہوا پر کیون نہ آ جاتے سحر یہ خاک کے پتلے
تامل کیا سرشت خاک کو برباد ہونا تھا

تصور قبر مین آیا جو اوس قاتل کی آنکھونکا
مین سمجھا کوئی ٹوٹا کھل گیا گنج شہیدانکا

چمک پر ہی ستارہ آج کل اوس مانگ پر ٹانکا
خط تقدیر کی تفسیر مین ہی حال ہی افشانکا

الگ اس قدر کہتا ہے سودا تری افشانکا
ستارون پہ گمان ہی ذرہ ریگ بیابانکا

نہ جائیگا تصور کوئی دم گیسوئے جانان کا
رہیگا آنکھ مین ڈورا رگ خواب پریشانکا

بہت جلدی کی جاتے ہین کیون مہندی حنا انکو
سنا ہوا آنکھ مین جاتا ہے کیا شہر خموشانکا

نزاکت اسکو کہتے ہین نزاکت اسکو کہتے ہین
پسینا آیا ماتھے پر لیا جب نام افشانکا

بنا کر شعر کو کرتے ہین نقد دل مرے لیتے ہین
سحر شہر خموشان مین بھی اب پڑنی لگا ڈانکا

منہ سے جب حرف ناسزا نکلا
پھیر لطیفے کا لطف کیا نکلا

رابطہ تھا ازل سے روحون مین
وہ تو مدت کا آشنا نکلا

لب شیرین سے اور تلخ کلام
ہم جو کہہ بیٹھے کیا مزا نکلا

دل کو ڈھونڈھا جو جسم خاکی مین
ایک ٹوٹا سا آئینا نکلا

تیرے سودائی ہون ہمیشہ کا
آج اس کوچے مین بھی آ نکلا

ظلمت مین سیہ نظر نہین آتا
دل تو شیشے سے بھی صفا نکلا

منتظر کب سے ہین صبوحی کے
آفتاب اتو سا قیا نکلا

وہ کھلا میکدے کا در وا ن
سر پہ خم لے کے شیخ جا نکلا

ذکر گیسو پہ یار سے بگڑے
یہ لڑائی کا سلسلا نکلا

دل نے پھر دل سے راہ پیدا کی
چھپ کے جانے کا راستا نکلا

دیکھکر خط کو مسکراتا ہے
نامہ بر حرف آشنا نکلا

راہ دکھلائی خوب وقت اخیر
آنکھون کی راہ دم مرا نکلا

اوس صنم نے دیا اوگال مجھے
سنگ سے لعل بے بہا نکلا

دل سے نکلے دعا وہ بات کرو
کیا جو منہ سے برا بھلا نکلا

ذکر ابرو سے دل مین کٹتے ہو
بات کیا تھی جو بیچا نکلا

۲۴ یا علی جب کہا سحر دل سے
بے ریا نام کبریا نکلا ۲۳

صدمہ شب فرقت کا اوٹھایا نہین جاتا
اور آپ سے جلتے ہین تو جایا نہین جاتا

یون راز محبت کا چھپایا نہین جاتا
دل زلف مین ہے آنکھ پہ پایا نہین جاتا

ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ وہ زلف بلا ہے
پھنس جاتا ہے جب دل تو چھڑایا نہین جاتا

ہر ایک پہ پستی نہین معشوق طبیعت
مہندی کی طرح رنگ جمایا نہین جاتا

سچ ہے کہ بری وقت کا ہوتا نہین کوئی
دل جلتا ہے آنکھون سے بجھایا نہین جاتا

آزاد ہین ہم لوگ خوش آمد نہین آتی
معشوق بھی روٹھے تو منایا نہین جاتا

بالکل تپ فرقت مین غذا چھوٹ گئی ہے
کھانا تو کہان رنج بھی کھایا نہین جاتا

دولت کا دل چاہیے پتھر کا کلیجا
بے دام کے تو ناز اوٹھایا نہین جاتا

کس بات پہ سفاک کی تیوری نہین چڑھتی
کب کھنچا ابرو کا کسا یا نہین جاتا

حسن پر مغرور کیا ہو ہر کمالی را زوال
دن کو ہم پوچھیں گے تیرے ماہ کامل کی طرح

۲۶

بے بلائے کوی جانان مین چلے آتے سحر
پر تو دیوانے تھے لیکن تجھہ کو ای دل کیا ہوا

۱۸

خلاق خیر و شر ہے پروردگار میرا
تمھارے جبر سے ہون کیا اختیار میرا

شیشے کیطرح کب سی ہچکی لگی ہوی ہے
کچھ ذکر کسیکدے مین کرتے ہین یار میرا

او مجھ سے حشر کے دن فریاد کو فلک کے
رکھی زمین امانت مشت غبار میرا

پیری مین بھی ہی باقی اس عشق کی حرارت
مانند شمع کس دن اترا بخار میرا

ہر جام می کی آنکھین جھپٹ کو لگی ہوئی ہین
کوٹھی سے وہ تو اوترے ہو انتظار میرا

نشے مین آج مجھکو ساقی سنبھالتا ہے
روشن صبا پہ ہوگا اک دن غبار میرا

دو بار میکدی مین خالی پڑی ہین شیشے
اس وقت دل بھر آیا بی اختیار میرا

گو خاص عاشقون مین گنتی نہ آپ مجھکو
اتنا تو بس سمجھتے ہی جان نثار میرا +

اغیار پر عبث مین ہیکونگا قتل کے پہلے
آخر کسی طرح تو نکلے غبار میرا

پانی مین لطف مے ہی کچھ کیف ہو جو ل مین پیا
ساقی [illegible] پھر آبدار میرا

بیٹھا در صنم پر دل اوٹھ گیا جہان سے
اس کوچے مین بنے گا اکدن مزار میرا

قیامت تو ہی قیامت تم لوگ ہو غضب کے
ای بت رحیم بھی ہے پروردگار میرا

فرہاد کو جو ڈھونڈھا پایا نہ بیستون پہ
دامان کوہ مین ہی روپوش یار میرا

رونے سے رات دن کے بہتر ہو ڈوب مرنا
بعد از فنا اوٹھائے کیون کوئی بار میرا

کیا خاک خط مین لکھون تحریر ہی ہے باہر
تم آپ آکے دیکھو یہ حال زار میرا

سودای جنس یوسف وعدہ پہ حشر کی ہے
بازار مصر مین ہے یہ اعتبار میرا

فردوس مین ابھی تک کوئی نہین گیا ہے
یاران رفتگان کو ہے انتظار میرا

۲۸ ۱۰

عیش باغ آج چلو پانی برستے ہین سحر
گل سے کرتی ہے اشارہ بھی ہر بار گھٹا

ہر شعر ہے قصہ طلب یجان ہمارا
پریون کی کہانی سے ہے یہ دیوان ہمارا

فرمائشین معشوق کے معشوق کو دیتا ہین
دشمن کے بھی دشمن پہ ہے احسان ہمارا

جاراں نہ بجز بیم نبالا یا نہ پڑی
طیار ابھی کچھ نہین سامان ہمارا

چھٹے بھی پھرین یا نہ پھرین دشت جنون سے
دامن سے ہے نہ اونکا نہ گریبان ہمارا

کیا سبزہ ہے کیا سایہ ہے کیا خوب ہے آخر
دیکھو تو کبھی چل کے بیابان ہمارا

پھر جا کے ملے غیر سے کیسے تہین وہ شمن
قرآن اوٹھایا تھا کہ دیوان ہمارا

پریون کے نظارے ہین پرستان کی سیرین
قائم ہے تا حشر سلیمان ہمارا

وحشت مین نہ مذکور کرو زلف پری کا
دل اور بھی ہوتا ہے پریشان ہمارا

لیا ہے تصور خیالی کا مرقع
لکھوایا ہے اب یار نے دیوان ہمارا

۲۹ ۱۱

کیا سج کی نکل جائین سحر جدید مضامین
شعر ونکا نیستان ہے [illegible] ہمارا

ساقی یہ گیسو جو کبھی ای ستم ایجاد آیا
چمن گلشن رخسار مین صیاد آیا

ناسور آنکھوں مین بھاتے ہین جہان جاتا ہون
پاؤں رکھا جو زمین پر تو فلک یاد آیا

خود بھی گھبرا گئے وہ دیکھ کے وحشت میرے
دم بدم پوچھتے ہین لوگون سے جو ضرور آیا

روح کو عالم ارواح مین وحشت ہے جو ہے
سیر کرنے کو سوے گلشن ایجاد آیا

گر گیا پاؤں زمین مین یہ جا دیکھ کے تا
نکل گیا سر جو پہ وار سے آزاد آیا

بال کھولے جو سکھانے کو بیٹھے پر گویا
آج حمام سے لو تیری پری زاد آیا

بے ستون ہی تھا وہ شیرین نے جو کہ دیا اسی تیشہ
کوہ غم پر تو ہمارا کوئی فرہاد آیا

واسطے جسکے لگایا ہے مرے طائر دل کو | جھرہ نہین کہایا ہے ترے جال غل کا

رنگین طبیعت ہو تو اسنے تو ہو شوخے
لفظون سے ٹپکتا ہے سحر رنگ غزل کا

۲۵ ۱۸

بوسہ دینے کہا ہے کیا دے گا | کوئی الزام بے وفا دے گا

آسمان کو غبار ہے ہمسے | ایکدن خاک مین ملا دے گا

اپنے دم تک یہ قدر ہے ساری | دل کو پہلو مین کون جا دے گا

بت بنا ہے غرور سے منعم | تو خدا کو جواب کیا دے گا

اوسکے دینے کے ہین ہزارون ہاتھ | وہی دیتا ہے کوئی کیا دے گا

اے بتو ہم تو کچھ نہین سکتے | تمکو اسکا عوض خدا دے گا

قصر و ایوان تک ہے مسند زر | گور تک ساتھ بوریا دے گا

سیکڑون سے اوٹھا ہے ابر بہار | میرے دل کی لگی بجھا دے گا

کہوتے گی روز کی سیہ مستی | ابر بجلی کہین گرا دے گا

دل زمانے سے ہو چکا ہے سرد | داغ کیا کوئی مہر لقا دے گا

قرض پیر مغان ادا کرتا | میرا قاتل جو خونبہا دے گا

روز موباف کی ہے فرمائش | پیچ پھر گیسوے رسا دے گا

تاب و طاقت نے تو جواب دیا | تو بھی اسوقت مین دغا دے گا

عیب پوشی ہے آدمی کو ضرور | وہ خطا پوش ہے چھپا دے گا

اوٹھتے اوٹھتے تمہاری محفل سے | سنکے تحریر دل بٹھا دے گا

جبہہ سائی کرو تو کہتے ہین + | خط تقدیر کو مٹا دے گا

اپنے مٹنے کا غم نہین ہمکو | جو بگاڑے گا وہ بنا دے گا

جان تک نذر کی سحر نے
کوئی فرمایش اور کیا دیگا

دل بسمل نصیری آیا ای بندہ نواز آیا
مر مر کے جیا پھر بھی جانباز نہ باز آیا

سنتے ہیں کہ چھپنے سے سیلاب لب دریا ہے
ساقی ہی گلگون کا سنتے ہیں جہاز آیا

وقت میں مستی نے چھیڑا دل نالانکو
ناساز ہوا ہمکو محفل میں جو ساز آیا

عشاق کے رمزون کو وہ سمجھے جو عاشق ہو
کیا فہم مبارک میں ای بندہ نواز آیا

طاوس چمن بنکر جب باغ سے وہ نکلے
سینے سے اوڑا جو دل وہ صورت باز آیا

جب جان گئی اپنی پھر وصل ہوا تو کیا
اس چاہ سے درگذرا اس پیار سے باز آیا

اعجاز نما ہوکر گردون لستا یا ہے
اب شعبدہ بازی پر یہ شعبدہ باز آیا

سو ہی ہو تین باتین پر وہ رہا آخر
بندون میں نہیں ہین ہم اہا بندہ نواز آیا

اعجاز میں یہ بندش الہام پیمبر ہے
سمجھا جو حقیقت کو انداز مجاز آیا

ہنستا تھا بہت دلکو ناداں سمجھتا تھا
اس پیچ میں اب میں بھی آ زلف دراز آیا

آئی ہے ضعیفی اب لازم ہے سحر تقوی
لو صبح ہوئی اوٹھو وہ وقت نماز آیا

احباب کی صحبت سے دل اپنا نہ اوٹھیگا
ٹکڑی کا کبوتر ہے اکیلا نہ اوٹھیگا

اللہ کی گھر میں بھی گھبرونگا تبونکو
تحسین کی مسجد سے مصلا نہ اوٹھیگا

تقدیر ال دین جائین گے یان کیا ہال
پر بیٹھیں جو بیٹھیں گے تو کیا کیا نہ اوٹھیگا

ہر وقت ہی لیں تری پلکونکا تصور
ہاں گرد سے کوٹھے کی یہ پہرا نہ اوٹھیگا

نالے شب فرقت میں سحر ہونگے نہ موقوف
جبتک کہ محلے کا محلا نہ اوٹھیگا

سخن یون سے ہے کچھ شب سے مطلب
فقط ہمکو تو ہے مطلب سے مطلب

کسی کی گور مین سونا نہین ہے
ہمین کیا یار کے مذہب سے مطلب

ہوئین سنجیدہ باتین ہزارون
نہ نکلا ایک اوس لب کی وہ ہے مطلب

علاقہ ایک دم تک ہی یہ سارا
نہین پھر روح کو قالب سے مطلب

۲۹ سحر کا ذکر کیون کرتے ہین واعظ
بھلا اک رند لا مشرب سے مطلب ۱۰

بالفرض بعد مرگ اگر ہو جنان نصیب
یہ لوگ یہ مکان یہ جلسے کہان نصیب

پژمردہ دل ہے پھول سی مرجھا رہین سے داغ
اپنا چمن ہی روز ازل سے خزان نصیب

دور اخیر مین یہ وبا منچلون کی ہے
ہے ہر جوان کو صحبت پیر مغان نصیب

پیر امرد اور ہے کوئی یار ہین
یہ بھی ہین اس زمین کی ای آسمان نصیب

ہمکو تو یاد خط مین ہے رونا تمام عمر
تکتے ہو سیر سبزہ و آب روان نصیب

محفل سجی ہی اوڑھی ہے مجھے شیشے کی سپری
جم کو کہان ہوا تھا یہ تخت روان نصیب

بلبل کو تو نہ نخل محبت کا پھل ملا
ای گل بجز قفس نہ ہوا آشیان نصیب

لائق ہی بادشاہون کے یہ دلکشا محل
قسمت سے یار ہوتے ہین ایسے مکان نصیب

دنیا کی نعمتین ہین سب انسان کے لیے
مانند سگ ہا کو ہی ہین ہڈیان نصیب

۱۱ ہی سب اپنے شعر مین الہام ای سحر
سچ ہی کہ آدمی کو کہان یہ زبان نصیب ۱۲

مر قبر مین میسر نہ ہوی صحبت احباب
اب خلد مین کیا جائیگی شرکت احباب

ہی لطف بسر کرتے ہین یہ خضر و مسیحا
کچھ لطف نہین زیست کا بی صحبت احباب

عاشق کبھی بیکار نہین بیٹھتے گھر مین
یا خدمت معشوق ہی یا خدمت احباب

حال دلِ وحشت زدہ پوچھا نہ کسی نے
ملتے ہی نظر کے نہ پڑی جرأت احباب

دل سخت ہی یاران گذشتہ کی طرف سے
اس لوح پہ ہے نقش مگر سطور احباب

مارا ہمیں تعظیم و تواضع نے تمہاری
کچھ جا ہی تکلف نہیں ہر صحبت احباب

دل خاک میں ملتا ہے وہ ہوتی ہیں کدورت
مرہی نہیں چکتا کہ سے کلفت احباب

جلسے کا میں دیوانہ ہوں صحبت کا مرض ہے
ہر دم ہے خدا سے طلب صحبت احباب

مدفن ہی زمین شعر کی بھی دور فلک سے
تاریخ کے پتھر ہیں سر تربت احباب

منہ پر جو مذمت ہے تو غیبت میں ہی تعریف
ملتے ہیں عجب ہمسے رہے قسمت احباب

قرآن کی جا قبر پہ رکھیو مرا دیوان
ہو روح سے دعوت نہ سہی دعوت احباب

تعظیم کو اٹھ بیٹھی کا مردہ بھی ہمارا
ہر حال میں واجب ہے سحر عزت احباب

نہ لیجے حال دل میں شک کیا خوب
ہے تو باطن سے واقف ہے خدا خوب

بہت سمجھا ہے ہمکو پیار کر کے
گناہ عشق کی پائے سزا خوب

گرا تھا جا کے دل چاہ ذقن میں
نکالا تو نے ای زلف رسا خوب

نظر آتا نہیں منہ صاف اونکا
ابھی حاصل نہیں دلکو صفا خوب

چلے ہم آپ سے باہر جنون میں
لگے مل مل کے رونے آشنا خوب

کفن پہنایا آخر جامہ زیبی
بدن پر ٹھیک آئے یہ قبا خوب

نہیں جاتا ہے وار ابرو کا خالی
ہم کو پہنچائی ہے مشق جفا خوب

مبارک تخت ہو شاہ اودہ کو
ابھی ہم خوب اپنا بوریا خوب

فلک پہنچتے ہیں غزلوں کے زمین
تو پہنچی ہی میرے فکر رسا خوب

یہی بس حسن شعر و شاعری تھا
نئی بندش مضامین جا بجا خوب

٢٢ — سحر ساری غزل جب سن چکے وہ
جھکا کر سر کہا کیا خوب کیا خوب — ١١

ابتو شہرہ ہو گیا شیراز تک ای یار خوب
روح حافظ کہتی ہی ہر شعر پر بسیار خوب

وصل مین تمنے جگایا ہجر مین جاگے ہم آپ
گور مین سوئینگی تن کر عاشق بیدار خوب

کس صفائی سے نسیم صبح آئی باغ مین
پھاندتے تھے ای جنون ہم بھی کبھی دیوار خوب

مستحق ہین سو جہان مین عاشق جانباز کو
واقعی تقدیر سے ملتا ہے عہدہ [illegible]کار خوب

پھر بہار آئی سنے سر سے ہوا سودا ہمین
ای جنون ہو لی نہ پائے تجھے ابھی ہشیار خوب

ہون وہ لاغر جیسے نے کو میرے گھٹا تا ہے وہ شوخ
رنج و غم کھا کھا کے اتنے زار ہون ہو طپان خوب

جب شب غم مین نظر آیا نہ کوئی آس پاس
حال پر عاشق کی روئے دیدہ خونبار خوب

پست ہو کیسی زمین عالی طبیعت چاہیے
شاعر اچھا ہو نکل ہی آتی ہین اشعار خوب

گلشنی بازو نکی طرح عشق صنم پنہان نہین
دانہ تسبیح مین چھپتا ہے کچھ زنار خوب

یہ کبھی ممکن نہین یکرنگ ہو سارا کلام
وہ غزل ہی خوب جسمین شعر ہون دو چار خوب

٢٣ — ای سحر آئی ضعیفی اب بھی ہو رہو
خوبرویون مین جو ہو کوئی طبیعت دار خوب — ١٥

اب کہان سے ستم ای ستم ایجاد کرین آپ
افلاک کے پردے مین نہ بیداد کرین آپ

بیدلکو تو ان قید سے لسنے آزاد کرین آپ
دیوانہ سمجھکر نہ کچھ ارشاد کرین آپ

کہنچا ہے زبان نام محبت جو لیا ہو
تحقیق تو فرمائین جب ارشاد کرین آپ

پھر بال بڑھا نیکا او نمین شوق ہوا ہے
سب کہتے ہین فکر دل ناشاد کرین آپ

کیا حوصلہ ہے مانع قدر نکا ہمارے
ہو جبکہ لقب اور ونکا ہو ایجاد کرین آپ

گیسو مین پتا ہے نہ زنخدان مین ٹھکانا
دل کیلئے کہان بھول گئی یاد کرین آپ

آئینہ دل دیکھے میں کہتا ہوں یہوں ہے
گو تیرے سنا نہیں ہے وصل کا وعدہ
آخر تو کبھی پوچھنے والا کوئی ہوگا

سیر چمن حسن خدا داد کریں آپ
سوتے ہوئے میں جس وقت جوان یاد کریں آپ
ہر بار یہ کیا کہتے ہیں فریاد کریں آپ

۱۴

جب بیٹھنا محفل میں سحر کا تو غضب ہے
تم بھی نہیں کہتے ہو کچھ ارشاد کریں آپ

۱۰

سجدے محفل میں کسے جلکے اغیار بہت
شل رہا وکسی کو وہ کبھی کا ہے دماغ
زلف پیچاں ہی کبھی پر تو نظر ٹھہری ہے
حسب فرمائش معشوق وہی چاہے خدا
اے گلو باغ میں آئے تھے عیادت کے لیے
ہائے افسوس کہ اب حال کہلا [illegible]
تماشا نہیں کچھ گور غریبان پہ ضرور
یوسف دل کا خریدار نہ ٹھہرا کوئی
یہ تو اوس غیرت یوسف کا سخن تکیہ ہے

اپنی وحشت نکلی ہے کچھ آہ شرربار بہت
سر کے ٹکرانے کو ہی یار کی دیوار بہت
راستے پر ہے مگر ہم سے قد یار بہت
ہوس زر نہیں ہم لوگوں کو ای یار بہت
سنتے ہیں نرگس بیمار ہے بیمار بہت
آگے ہم جانتے تھے وصل ہو دشوار بہت
قبر عشاق کو ہے سایۂ دیوار بہت
جمع ہر چند رہے بزم میں دلدار بہت
تم سلامت رہو بندے کے خریدار بہت

۱۵

تن خاکی میں سحر روح کو آتا ہے وبال
کہ سفر دور کا ہے اور ہے یہ بار بہت

۱۱

گردن نالہ موزون ہزار کی صورت
گلوں کے ہنسنے پہ زیبا ہے گریۂ شبنم
پڑا ہوں شہر خموشاں میں جب تم ہو
نمونہ رحمت باری کا چشم گریاں ہے

بغیر علم نہیں اعتبار کی صورت
بیٹھے ویری ہیں یہ نقش نگار کی صورت
بنے ہیں تکیہ پہلو فرار کی صورت
برس پڑوں ابھی ابر بہار کی صورت

ضرور چاہیے تھا نہ قصر ستم مین
کہ سامنے رہے ہر دم مزار کی صورت

کہان کہان نہین نقشے جمای عاشق تنے
قرار پائی ہے اب وصل یار کی صورت

تمھارے کوچہ مین ہے کشمکش رقیبون کے
سحر مین بہی یہی ہوگی فشار کے صورت

شب فراق مین ہی چاندنی بہی چادر قبر
اور اس چاند سے ہے شمع مزار کی صورت

تمھارے ہاتھ سے آئینے کو بہی چین نہین
ابھی ہمارے دل بیقرار کی صورت

اوڑا کے سوے چمن لیچلے ہواے شراب
چلے ہو جھوم کے ابر بہار کی صورت

۴۶

مین پھرون تختۂ نرگس کو دیکھتا ہون سحر
بہار بہی ہوئی ہی عجب انتظار کے صورت

۱۳

بتون کی ہے خداوندا شکایت
یہان ہے شکر در پردہ شکایت

فقط مقصود ہے اپنے گلا ہے
کسی سے کچھ نہین شکوا شکایت

کھلین گے وصل مین شکوے کی دفتر
لکھی ہے وصل مین کیا کیا شکایت

چھپاتی گلون سے کوئی بلبل
جو گل کہانی کی مین کرتا شکایت

نہ پوچھو عشق مین کیا ہم پہ گذرے
کہ عاشق کو نہین زیبا شکایت

اگر مختار خیر و شر وہی ہے
زمانے کی ہی پہر بیجا شکایت

نہ کہنا تہا او نہین حال جدائی
کہ ہر فقرے سے ہے پیدا شکایت

نہین رہنے کا یہ جوبن ہمیشہ
فقط رہ جائیگی جانا شکایت

ہوا عشق نزع مین ہر نفس تیر
غرض ہر دم ہے اک تازہ شکایت

جفا عادت مین داخل ہے بتون کے
گلا بیکار ہے بیجا شکایت

مرے نزدیک غیبت سے سوا ہے
بجا ہو یا کہ ہو بیجا شکایت

ابھی قربان ایسی عاشقی کے
کہ اوٹھتے بیٹھتے شکوا شکایت

ہو یان سبھی ملاقات رو ہوتی تھی
نہین بیت ابرو مین یعنی نہ ہون
وہ پتلی کمر اور وہ باریک پوشنہ
یہان بھی تو حاضر ہین محبت نہین
الگ سب سے ہو تو ہو یا مکان

ازل سے ہے یارون کی صحبت پسند
اجارہ سے ہے اپنی طبیعت پسند
عجب آدمی ہو نزاکت پسند
یہ دل ہو جو حضرت سلامت پسند
بہر طور ہے کنج عزلت پسند

۵۱ سحر کس قدر بے تکلف ہین شعر
طبیعت سے ہے ہر چند وقت پسند ۱۱

سنتے جو حال دل تو پھر کہتے بیان پر
سہاری ہین روز ہجر صنم ناتوان پر
ممکن نہین کہ کھای زمین اپنی ہڈیان
ساقی تو گھر مین ہوگا وہین چلکو بیٹھے
کوٹھی پہ آج کولنا خورشید حشر ہی
ملتے ہین یار آتے ہین قے ہوتا ہی یہ کلام
اب جلنے کا لطف چھپے ہم پھلون سے
سبھو کی نہین ہین نعمت دنیا کی سیر چشم
عاشق سے پوچھیے لب شیرین کا ذائقہ
بیٹھیں انتو نہین ہے مقید اسی لیے

وہ خود زمین پر ہین دماغ آسمان پر
ٹوٹے ہین لاکھ کوہ الم ایک جان پر
تھام سنگ و سیاہی ہر اک استخوان پر
اس وقت میفروش نہین ہے دوکان پر
[illegible] سکے ہی نظر آسمان پر
چار دن چھٹ کے کل مین یہان ایک آن پر
پڑتی نہین نظر کسی خاصی کے خوان پر
دل لطف اوٹھا رہا ہے مزا ہے زبان پر
آتے نہ جبین تیری شکایت زبان پر

۵۲ پہیلے کو آمد آمد ساقی سے ہی سحر
اب میفروش ہی نہ کبابی دوکان پر ۲۲

ہر وقت مین ایسے ہی ہین ہم اپنی حال پر
آنکھیں ہین بند اور نظر ہے مآل پر

صدقے تیرا شہر وہ صحرا ہے عیش باغ — دیوانی ہین جو کہتے ہین جنگلا ہے عیش باغ

ہر دن لگا ہوا ہے یہ وحشت کے زمین — اچھا صنوبروں کا ذخیرا ہے عیش باغ

ہوتے ہیں یہان حسن کے چکارون کو جو گری — آہو کی چشم یار کا صحرا ہے عیش باغ

جنت میں اسکا سایہ ہے لیتی ہے تکیے مجھے — قدسی کہیں [illegible] وہ نظر آتا ہے عیش باغ

پانی کی چشمون سے نہین خالی کوئی جگہہ — آئینہ ہر شجر کو دکھاتا ہے عیش باغ

ماننا کے نا تھا ہی باقی پہ بیٹھیے — شیرازہ گلشن سے مصلا ہے عیش باغ

مجنون کی طرح نجد مین کسکی پکار ہے — دیوانی گلشنوں کی ہین صحرا ہی عیش باغ

پانی ٹپکتا رہتا ہے درختون سے متصل — آتے نہین جو آپ تو روتا ہی عیش باغ

دارالشفا ہی یارو ہے ہر مریض کو — اپنی تو زندگی کا سہارا ہی عیش باغ

لبریز موتی جھیل ہے آب حیات سے — سبزہ خضر ہے آب مسیحا ہے عیش باغ

کھولا ہے شہر بھر کا آئینہ دیکھلو — تصویر کا ورق نظر آتا ہے عیش باغ

جلتے ہین مثل طور پریزادی جو ابھی [illegible] — [illegible] نظر آتا ہے عیش باغ

نجم النسا سے کم نہین جو کن کسی طرح — واللہ بے نظیر بہار ہے [illegible]

جنت کا حال پوچھتے ہین لوگ غلط ہے — ہم سے تو کوئی پوچھے کہ کیسا ہی عیش باغ

سہرا ہی موتیون کا یہ مینہ کی جھڑی نہین — جیسا اگر دولہن ہے تو دولہا ہے عیش باغ

پایا ہے اسنے ان سے خلعت بہار ہے — کشمیر کا یہ سبز دوشالہ ہے عیش باغ

شوقیا سبزہ تک ہو جا بدتر سبب ہے — آنکھون کو سبز باغ دکھاتا ہے عیش باغ

کشتی ہی بھی ساتھ چلے عیش باغ مین — جھنڈا ہے بارہ در لب دریا کے عیش باغ

شہ قیصر ہو کے سحر موتی جھیل پر
تمکو پسند سب سے زیادہ ہو عیش باغ

زلف جاناں کو پڑھا گر شب قدر تو کیا
شعرا کو غرض آتی ہے بلا کی تعریف

ایک کی میں سہاں ختی ہیں پاؤں کو
کیمیا گر نہ سنیں نان شفا کی تعریف

بات ایسی ہو کہ دشمن بھی کہیں صل علے
کیا اگر دوست نے کی حد سے سوا کی تعریف

ایسی باتیں ہی کچھ خضر و سکندر سنتے
منہ پہ کہتے جو کبھی آب بقا کی تعریف

رات کو پایئے کو ٹھے پہ عجب جوبن تھا
چاندنی کا کہوں عالم کہ ہوا کی تعریف

چاہیئے شاہد مضمون کے لیے بندش چست
جامہ زیبوں میں بھی ہے چست قبا کی تعریف

شہر کے لوگ قصیدے لیے نہیں خوش ہوتے
یہ تر بیندار وہیں ہے نشو و نما کی تعریف

شعر عالی کو سمجھ جائے جو فکر عالی
آپ سے آپ کریں ذہن رسا کی تعریف

ہم فقیروں نے جہاں شام سے کمل تانا
ذکر محبوب سے یا آل عبا کی تعریف

۱۷

ایک بھی شعر پہ حاسد نے سحر واہ نہ کی
تھا مستحق ہے سخن ہوش ربا کی تعریف

۱۸

وصل میں یار کا کچھ ڈر ہے نہ اغیار کا خوف
دو گھڑی [illegible] کا خوف

جوش وحشت میں گریباں ہے ہم کو نہ رہا ہیں
دل پہ غالب ہے بہت آہ کے [illegible] کا خوف

سر تلک کاٹ کے ساقی کی قدم پر رکھ دیں
رہیں بیہوش جو کیا ہے ہمیں ہشیار کا خوف

یوں تو ہر طرح سو سمجھانے سمجھتا نہیں کتا
شام سے اور بھی طاری ہے شب تار کا خوف

دو زن و رخنہ و در بند کیا کرتے ہیں
بیٹھنے دیتا نہیں طالب دیدار کا خوف

جنکا اقبال نہیں انکو ہے فکر اقبال
اہل اقبال کو دن رات ہے ادبار کا خوف

لو ہے لیتے تو لیا روح نہیں قالب میں
مسکرا دو تو نکلتا ہے گنہگار کا خوف

۱۷

سر کو ٹکراتے ہو عالم وحشت میں سحر
جانکا ڈر ہے نہ کچھ یار کی دیوار کا خوف

۱۹

اپنے جامے سے جو باہر ہین ہوا وحشت مین
رہ گیا قالب بیجان کیطرح پیکر عشق

سر زدہ شورون مین سحر سے ہم ہین مثل فرہاد
نام لکھا ہے ہمارا بھی سر دفتر عشق

نہین ہی آدم خاکی غرور کے لائق
غرور کبر کہ رب غفور کے لائق

مقر خطا کے ہوئے جبر اختیار کیا
گناہ گار ہین عفو قصور کے لائق

خدا ہی پار ہو بیڑا جو ہی پرستون کا
نہین ہے کشتی ہی تو عبور کے لائق

بہت زیادہ ہوس کر شان انسان ہے
خدا سے مانگیے لیکن ضرور کے لائق

نکالو غیرون کو دور شراب سے باہم
یہ رونقی صحبتین بزم سرور کے لائق

یہ اوسکی بندہ نوازی یہ شان رحمت ہے
قصوروار ہین جو قصور کے لائق

جو دیکھے لو لب بام اوسکو واعظو تو کہو
یہ کوٹھا اور تجلے طور کے لائق

کلام تلخ کجا و کجا لب شیرین
وہ بات کہیے جو ہو حضور کے لائق

ہزارون نالے کرو کوئی بھی نہین سنتا
گلے ہی یار کے شور نشور کے لائق

دیا [illegible]افق ظرف اوسنے جو دیا جسکو
نہ ہوگا صبر دل ناصبور کے لائق

عمل نصاری کا ہی یا امام مہدی کیا
یہی زمانہ ہے مولا ظہور کے لائق

سمجھ کے رند خراباتون سے صحبت ہے
کسی طرح نہین بزم حضور کے لائق

بندہ عشق ہین ہم دیکھتے ہین قدر عشق
لیچلی ہی نہی دنیا کی طرف وحشت عشق

دلمین کیا عرش کیا کعبہ مین کیا دیر مین کیا
جس جگہ دیکھیے موجود ہے یہ حضرت عشق

نور محبوب خدا عرش پہ تہا روز ازل
پہلے پیدایش مخلوق سی تہی خلقت عشق

سکے داغ سے ہین خانہ دل مالا مال
تا قیامت ہے آباد در دولت عشق

کوہ و صحرا کی بھی وحشت مین نہین کچھ پابند
کر دیا عشق نے ہر قید سے آزاد ہمین

سرو گلشن کی طرح اپنی جگہ سے نہ ہلین
بند سے ہو جائین اگر کیجیے آزاد ہمین

۸۷

خام کیا جانین بھلا شعر ہین یہ خاص پسند
جتنے مرشد ہین سحر کہتے ہین اوستاد ہمین

۱۲

حور ہے قبر مین وہ پاس نہین
بندہ اتنا تو بے حواس نہین

ذات مین ہین صفات رحمت کے
آس رکھتے ہین تجھسے یاس نہین

ایک حاجت ضرور رہتی ہے
بھوکھ موجود ہے تو پیاس نہین

میرے باتین وہ سب سمجھتے ہین
حاجت شرح التماس نہین

مہندی ملتا ہے وہ گلابی پوش
تھالا ہے سافنی کا طاس نہین

ان بتون کو نہ جسنے پہچانا
سچ کہون وہ خدا شناس نہین

کھل رہا ہے کنول مرے دل کا
دست ساقی مین یہ گلاس نہین

اونچے کرتے نہ پائینچے پہنچے
حور کی شکل ہے لباس نہین

گرد رہتا ہے حلقۂ احباب
فکر کونین آس پاس نہین

جال ہے سب رگونکا جالی لوٹ
جسم کو حاجت لباس نہین

نزع مین سوجھے توبہ سے کے
ہے غضب وقت التماس نہین

۸۸

جان کیون کھوتے ہو سحر دیکھو
اس گھرانے مین عشق راس نہین

۱۶

خواب ہی آرام فرمانا سحر خسخانے مین
ٹٹیان بھی سوکھی لگی ہین آ کے جو خسخانے مین

گر سبو بھر کچھ نہین موقوف مژگانکر سے
رہتی ہر بارہ مہینے چشم تر خسخانے مین

شکر نعمت چاہیے انسانکو ہنگام عیش
کیا جو مثل شیر بیٹھا جانور خسخانے مین

مرتے ہین لاکھون مگر زندہ نہین ہوتا کوئی
ساحری آنکھون مین ہے لب مین مسیحائی نہین

جب مین کہتا ہون نکلجاؤن گا صحرا کی طرف
آپ فرماتے ہین ہنسکر ایسے سودائی نہین

میرے ماتم مین کھلے رہتے ہین اُنکے سر کے بال
مار گیسو کا تماشا ہے تماشائی نہین

وادی وحشت بڑی ہی منزلون تک ہی ہیچ
آدمی کیسا یہان تو غول صحرائی نہین

٩٢

ہر کس و ناکس ہمارے شعر پڑھتا ہے سحر +
واقعی شہرت سے بدتر کوئی رسوائی نہین

٩

خاطر عشق ہی اب خاطر احباب کہان
جوش وحشت مین کسیکا ادب آداب کہان

کیسے چکر مین خدا جانے پڑین بعد فنا
دورہ جام کہان حلقہ احباب کہان

مین تو کہتا ہون کہ مین صبر مین ایوب ہون
دل بیتاب یہ کہتا ہے مجھے تاب کہان

ہمسے مے کش جو گرو رکھکے پیا چاہین شراب
اس قدر عالم اسباب مین اسباب کہان

تارے کیا دیکھتے مین ہجر مین آنکھین مجھکو
شب غم ہے مری آنکھون مین بھلا خواب کہان

زلف و رخ دیکھنے کو چاہیے آنکھین اے غیظ
کور جو ہو اوسے لطف شب مہتاب کہان

خانہ گور مین ہوگا خفقان اور سوا
میرے مردے کو لیے جاتے ہین احباب کہان

چشم جوہر کی یہ آئینہ مین ہے ہمارے غم مین
تیغ قاتل کو ملے موتیون کی آب کہان

٩٣

ضد ہم جمع ہوئی گردش گردون سے سحر
مرد درویش کہان صحبت نواب کہان

١٤٣

وضع مین فرق جو دیکھین تو محبت نہ کرین
ہم تو بازار مین یوسف کی بھی قیمت نکرین

تو خدا ہو تو کبھی تیری عبادت نکرین
گھر ہو کعبہ بھی تو سجدہ کسی صورت نکرین

زہر سمجھین لب شیرین کو اگر بات نہ ہو
دل بھی راغب ہو تو ہم تو کبھی رغبت نکرین

غیر گھورین او رہنسین وہ گھورا کرین تیری تصویر
میری جانب نظر چشم عنایت کرین

ہو وہ شمس و قمر سے ہو گیا ثابت ہمین | نام کو شہرت جہان مین سفر ملتی نہین
روضۂ اقدس مین کیونکر آ کے حاضر ہو غلام | فرصت اے اجل تیا سی یا خیر البشر ملتی نہین

آشنا شاعر نہ ہو جب تک نہین صحبت کا لطف
دل نہین ملتا طبیعت اے سحر ملتی نہین

کم نہین ابروون سے یار آنکھین | دیکھیا ہو گئین جو چار آنکھین
وہ گھڑی ہین چمن مین نرگس کے | ایک پتلی ہے اور ہزار آنکھین
کیون تصور مین یار کو گھورا | واقعی ہین قصوروار آنکھین
وہی تیغ نظر کا عالم ہے | لڑ چکی ہین ہزار بار آنکھین
نام کو اے مست بیابان چین | کھیلتی ہین مگر شکار آنکھین
مشق اگر صاف ہو تصور کے | روز دیکھین نیا نکھار آنکھین
دیکھنا ہے زبان کا بھی عالم | وا رہین گی تہ مزار آنکھین
پر وہ مد نظر ہے عاشق ہی | باندھ دین آنسوؤن کا تار آنکھین
جیسے شبنم دبی ہی نرگس سے | ہو گئے ہین گلے کا ہار آنکھین
لیگئے دل نگاہ دزدیدہ | کیون چراتا ہے اے نگار آنکھین
نزع مین بھی دکھائی راہ چمن | کر گئین وقت احتضار آنکھین
ست ٹوپیسا چمک چکی سب کچلے | نہ دکھا ابر نوبہار آنکھین
داغ دل کا جو آفتاب نہین | کیون چمکتی ہین بار بار آنکھین
برق کی ہم ہین دیکھنے والے | ابر تر کی ہین یادگار آنکھین

نہین بجھتی سحر لگی دل کے
پھر رہے ہین اشکبار آنکھین

بعد از فنا بھی چین ملی یہ یقین نہین
کیا گردش آسمان کی زیر زمین نہین

سینے مین آج درد ل اندوہگین نہین
خالی مکان صدر ہے خلوت نشین نہین

عاشق کھڑی گھڑی مین کوئی ہمنشین نہین
صحبت کا لطف آپ کو اے مہ جبین نہین

تقریر دیکھی اور کبھی ہی ٹیڑھی رہی نگاہ
ان گیسوؤن کے پیچ مین تم تو کہین نہین

ہی اشتیاق حور نہ سودا پری کا ہے
یکسان اندازون مین طبیعت کہین نہین

خوش قطع کس قدر ہے قبای برہنگی
دامن نہین ہے جیب نہین آستین نہین

گیسو وبال دوش ہین ابرو بلای چشم
عاشق تو بار خاطر نازک کہین نہین

جنت کو جائین عبث ہے ہوس عیش ہائے ہے
ایسا تو اشتیاق بہشت برین نہین

خلاق خیر و شر وہی پروردگار ہے
دشمن کی بھی طرف سی یہان بغض و کین نہین

آنکھین لگین ہین چھت کو ترا انتظار ہے
اپنا ہمین خیال دم واپسین نہین

جو سے ہین ہو ٹھہر جانے تصور یار کے
سسی چھٹی ہوئی ہے کہین ہم کہین نہین

باز آوا اب بھی مشق جفا صاف کرچکو
ہین اور بھی تو چاہنے والے ہمین نہین

دست جنون او لجھ نہ ہوسے دست شکستے
دھوکہا ہے تجھے ہوا یہ مری آستین نہین

ہم ستائے ہین پھر بھی فلک کو غبار ہے
اک قبر کی زمین ہے سو کمین نہین

دنیا کے رنجون سی بھی آگاہ کیا ہین آپ
دونون جہونکا عکس ہے چین جبین نہین

لاکھڑا ایلا تو شکر کیا اس فقیر نے
جھوٹھی گواہی لب نان جوین نہین

مرتے ہین آو پھر عیادت تو دیکھ لین
پھر کیا کرین گے لیکے تمہین جب ہمین نہین

[illegible] مدد کو قبر مین یا مرتضی [illegible]
کوئی شریک حال دم واپسین نہین

توڑو ہزار عرش سے تارے تم اے سحر
نکلے سے آسمان سخن وہ زمین نہین

سنتے ہین کہتے کہ اپنی پاس وہ ازو مشترقین ہین ۔ فقط اک دل ہی اپنا وہ بہی ہے اور نکی قابو مین

ہزار افسوس وقت جان کنی آدمی بلایا ہے
سحر آنکھون سے چلتا ہی دل ہوتا جو قابو مین

جنون کا جوش ہے یہی فصل بہار کے دن ہین ۔ اے جائز ہم ہین تمہارے نکھار کے دن ہین
خیال گیسو عارض ہے دم او سمجہا ہے ۔ الہ پھیری رہتی ہین کیا انتشار کے دن ہین
کہان وہ چہلین جوانی کی دل مکدر ہے ۔ خزان کی فصل ہے گرد و غبار کے دن ہین
ملا نہین ہی کئی دن سے روز کا تو بہ ۔ ابہی تو فاصل اسی جان نثار کے دن ہین
بس آب رہے اسی لیل و نہار مین عاشق ۔ جو زلف شب ہے تو رخسار یار کے دن ہین
نہو ملوث دنیا ہی سفتہ دوست سب ہے ۔ کہ چند زندگی مستعار کے دن ہین
کہا جو چاند رخ صاف کو لگا یاد داغ ۔ کہین جو مہر قیامت تو یار کے دن ہین
ہمیشہ تیر نظر کہا سے اب کہنا نالہ ۔ کبہی کبہی تو ہماری بہی وار کے دن ہین
قصور عشق یہ کرتا ہی سنگسار ای سحر ۔ بہت کریٹے ترے زار و نزار کے دن ہین
ہوا جو عشق کے آغاز کا بخیر انجام ۔ تمام ہو تو شب وصل یار کے دن ہین
کمال کیا کرے حاصل سرای فانی مین ۔ وہ دن ہین کوچ کی جو اعتبار کے دن ہین

سحر کے داغ جگر دیکہا سے مہربے مہر
خزان رسیدہ چمن کے بہار کی دن ہین

اک بندۂ ذلیل تیرا یا غفور مین ۔ میرا یہ منہ کہ قابل حور و قصور مین
سجدہ نہ تہا دم حضور کا قبل از ظہور مین ۔ اول روز ون آپ مین بہی نہ تہا حضور مین
اوٹھا فراز سے جو دم نفخ صور مین ۔ دیکہون گا پہلے چاند سا مکھڑا ضرور مین
ٹھامین پاس بیٹھا ہون لیکن ہون دور مین ۔ ان لوگون مین نہین ہون جو اپنی حضور مین

سرو مین یہ کہونگا اگر تو گزر آگیا
عاشق تہا اک پریکا وہان آب جور مین

کب دیکہون کو گرمی صحبت کے تاب ہے
محفل مین بیٹہتا ہون بہت دور مین

سر جوٹ ہی فراق مین ساماں عیش سے
شیشے کے سر سے توڑونگا جام بلور مین

قطعہ

ہو جاؤن ابہی جلکے خاک نہ جنبش جگہ سے ہو
مشغل ہی وہ وقار کہ ہون کوہ طور مین

سودا یہ سر کو ہے کہ مین اعضا مین ہون رئیس
دلکو یہ خبط ہے کہ ہون صدر الصدور مین

بزم جہان مین صاحب دعوی ہر ایک ہے
لاشی کی فرد ہون تو فقط اے حضور مین

جو لوگ تو رسکے تہے وہ مٹی مین مل گئے
ہون مشت خاک کرونگا غرور مین

اتنا بہی آدمی نہین دیکہا ہی آج تک
جوش جنون مین گو کہ پہرا دور دور مین

مضمون نیا ملا ور مقصود مل گیا
غوطے لگا رہا ہون سیان بحور مین

موسی کی طرح کون چڑہیگا پہاڑ پر
کوٹہے سے دیکہلونگا تجلی طور مین

قیدون نے اہل شرع کی دیوانہ کردیا
کیسا گنا ہگار بنا بے قصور مین

خاموش آج سوتا ہون کنج مزار مین
اک روز ہونگا باعث شور نشور مین

اپنے کرم سے باز نہ آئیگا تو کریم
جیسے قصور مین نہین کرتا قصور مین

یہ ٹہنڈی گرمیان کسی پر پڑا سے ہین
قابل جلانے کے نہین اے شمع طور مین

یہ جبر اختیار کیا ہے ترے لئے
عفو قصور چاہتا ہون مقصور مین

کچہ جنبش ناخن پر نہین موقوف میکشی
جنت مین بہی پیونگا شراب طہور مین

رکہتا ہون اہ شرع مین اس شرط سے قدم
میخانے مین بہی جاؤنگا پہکر ضرور مین

اک ان وہ تہا کہ رونق محفل تہا اے سحر
گو اب نہین ہون قابل بزم حضور مین

وہ کہتے مین اپنی گہڑی ہاتہ مین
کہ نالان ہی دل ہر گہڑی ہاتہ مین

ترا پنجہ ہے پنجۂ آفتاب ‏ | حنا سے ہوا ہے چھڑی ہاتھ مین

ہتھیلی صفائی سے آئینہ ہے | ملو مسی دیکھو دھڑی ہاتھ مین

جہان دست رنگین کو دہونے لگے | ہر اونگلی ہوئی پھلجھڑی ہاتھ مین

نہین ٹوٹتا ضعف سے ایک تار | گریبان ہے دو دو گھڑی ہاتھ مین
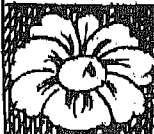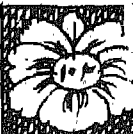
دل صاف سے ہے ہوا شیشہ ہم | تو آئینہ ہے ہر گھڑی ہاتھ مین

کیا طوق ہم نے گریبان کی طرح | جنون سے ہے طاقت بڑی ہاتھ مین

١٠٣ نشانی اوسی زلف پر خم کے ہے
سحر یہی جو ٹیڑھی چھڑی ہاتھ مین ٨

کسی طرح اب جی بہلتا نہین | سنبھالا بہت دل سنبھلتا نہین

اثر آہ سوزان کا جاتا رہا | کوئی شمع رو اب پگھلتا نہین

کمر بل کی لیتی ہے اون سے ہوا | یہان زلف کا پیچ چلتا نہین

نہال محبت کا حاصل ہے داغ | شجر پھولتا ہے پہ پھلتا نہین

قد راست کو خوب سمجھا گیا | مگر زلف کا بل نکلتا نہین

غزل مین سناؤن اونہین حال دل | کوئی اور پہلو نکلتا نہین

دم نزع گیسو مین اوجھا ہے دل | وہ اوجھن ہے دم بھی نکلتا نہین

سحر ہم سے کیا بل کی لیتی وہ زلف
طبیعت سے کچھ زور چلتا نہین

عاشق کامل کی صورت آنکھ سے چھپتی نہین | چاہ کی نیتون محبت کی نظر چھپتی نہین

جسقدر اخفا کرو افشا ہوا اسرار عشق | کالے کپڑے سردون بھی پہنتے ہین پر خبر چھپتی نہین

بارہا چھپکے چمک کر رہ گئے بجلی کی طرح | کالی بدلی سے بھی آہ کی اثر چھپتی نہین

کیا گڑدن قدمون پہ سبکے سامنے
اوٹھکے کھڑے ہون وہ بڑے اوستاد ہو

بوسہ لیکر کون مکرے یار سے
منہ پہ کہدون صاف جو روداد ہو

نجد مین مجنون نے کاٹے ہو ہین
خیمہ لیلی کہان ایستادہ ہو

باز آئے ہم نہ دو بوسہ نہ دو
وہ ہمارا دل ہمین امداد ہو

زلف مین پہنسنا بہی ہی قید فرنگ
دیکہیے کے سال کی میعاد ہو

پاون کی مہندی لسے ہاتہ آئی یہ بات
باغ ابراہیم کے شمشاد ہو

دام گیسو ہے براے مرغ دل
خود اوبجتے ہوئے صیاد ہو

عرش کے تارے تو ہین سامنے
ای قمر جس وقت جو ارشاد ہو

دل فقط لینے سے مطلب تہا اونہے
داد ہو بیداد ہو فریاد ہو

نام کر جا عالم ایجاد مین
چاہیے ہر بات مین ایجاد ہو

جان آجاے پکار دو تم اگر
بول اوٹھون قبر سے ارشاد ہو

زر کا بہی کچہ لطف جاہل کو نہین
ہی بڑی دولت جو استعداد ہو

اب نئی دنیا پیرا ہو گئے
عالم ایجاد اور ایجاد ہو

سب غزل سن سنکے وہ بولے سحر
ایک فرشتہ ہو بڑے اوستاد ہو

آبرو دیکہیے ای دیدہ تر یہ کہ نہ ہو
قطرہ اشک گرانے مین کہر ہو کہ نہ ہو

نالہ رسوا نہ سے ہم کہنے ہین خبر ہو کہ نہ ہو
دل مین گہر چاہیے کہر سے مین گذر ہو کہ نہ ہو

نہین ساقی تو نہ ہو گہر مین ہی موجود شراب
آفتاب اپنی بغل مین ہی قمر ہو کہ نہ ہو

جیتے جی کوچہ جانان مین رہی وہ کرا ہی
بعد مرنے کے بہی جنت مین گذر ہو کہ نہ ہو

رند ہی نوش ہین سکتے نہین کچہ پاس اپنے
توشہ راہ بہی ہنگام سفر ہو کہ نہ ہو

بیٹھکر کرسی پہ انسان کو نہیں لازم غرور
پاؤں لٹکائی ہوی بیٹھا ہی جاتے کر لیے

جاگنے مین بھی کبھی آ کر ہنسا جاتے مجھے
عالم رویا مین آتے ہین رولانیکے لیے

نامہ بر لاوے گلوری مین اگر لونگا او کال
شہر استنبول مین ہی وون پان کہانیکی لیے

ہنسنے مین کیون ہی تردد شاہد ہنسانیکے لیے
ہنسو اس کج مین ہنسی کی کچھ جا ہی نہین

گو گنہگارون مین ہین پوچھے تو جا مین گے کبھی
بھولے بیٹھے ہین تجھی ہم یاد آنیکے لیے

فون ناحق کیون کیے مسند ہی لگا کر یا نہین
درد سر کا کم بہانہ تھا نہ آنیکے لیے

اشرفی بوتل اگر رند ون نے پہلے ایکدن
کوتسا تو اترا تیرے خرابیکے لیے

خوبصورتی کی مرض ہی خوبصورت عقل ہین
درد سر پیدا ہوا صندل لگانیکے لیے

تنکے وہ سرو خرامان چلا پہونچے کے بل
چال کی طاؤس گلشن کو سٹانیکے لیے

زاہد وہ پیر ہی مرید ہی نہین بہشت
ہاتھ کیا آیا قدم سارے زمانیکے لیے

حلقہ گیسو کا بند ہوا جہوٹے دیکھا نہین
یار کیا رتبہ ہی کالی جیلخانیکے لیے

سچ تو یہ ہے سر کیے راہ کہ کاری ساعاشقانہ
دل تو آنے کے لیے ہے جان جانیکے لیے

اہل عشق غیر دون کے حال سے واقف ہین کیا
مین غزل اپنی نہین دینگا گانیکے لیے

جب چلے ارسال کچھ تحصیل ملک وہر سے
ایک بیگاری ملا قارون اوٹھانیکے لیے

۱۴۶
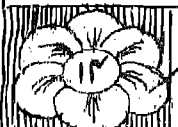
اوس پری کا آدمی ہر روز آتا ہے قمر
پھر بھی فرمایش نئی غزل ہو نکے گانیکے لیے

۱۴

پنج خرقت کو ہی سختی نہین اندا کوئی
دل مین بیٹھا ہوا اٹھتا ہی کلیجا کوئی

کیسی بیرحم ہی صحبت بھی مری بعد
جام جم کوئی لیے جاتا ہے مینا کوئی

کسو لیتی ہین کان گلون کے ہین جا عالم مین
ہم بھی نالہ کرین ای بلبل شیدا کوئی

آنکھ ملتی ہی گلا کاٹ کے سر جاتے ہین
تاک سمجھے تیرے ابرو کا اشارا کوئی

۱۱۸

کل صبح کو وہ عاشقوں کو قتل کرینگے
کہدو کہ سر شام سے حاضر ہے سحر بہی

وصل جانانکا مزہ کچہہ نہ اوٹھانے پائے — سیر ہو کر غم فرقت بہی نہ کہانے پائے

پھنسکر ہی ہین کوئی زنجیر سے پاے جدا — اتنے سے سلسلہ زلف نہ جانے پائے

چاہیے چاندی کے تو یہ پیش کش کے لیے — بار احسان سے کبہی سر نہ اوٹھانے پائے

ایسی ساعت سی بہار آئی چمن میں کہ — کہ خزان گرد گلستان کے نہ آنے پائے

تو وہ فیاض ہی بے مانگے دیا تو نے ہمین — حرف مطلب کو زبان پر بہی نہ لانے پائے

زلف شبگون مین ذرا کان کی موتی دیکہو — ایسے جالے تو کہان کالی گہٹا ہی پائے

ہے ہماری تب غم مین نہیں جینے کی دوا — جان گو جاتی رہے بات نہ جانے پائے

جسکے تقدیر مین ہجر ہی رہی ملنا ہی ہو — چاند سے گردہ تو نان تارون نے دانے پائے

جوش وحشت مین عجب طرح کا استغنا ہے — پہر گیا پیٹ جو زنجیر کے دانے پائے

کسقدر جلد مدد کو مرے سوالا پوچہا — کہ نکیرین لحد مین بہی نہ آنے پائے

۱۱۹

غیب سے خرچ مہیا ہی سلے جاتا ہے سحر
جب اونسے پوتلون کے دام سر بانے پائے

وصل مین ایک بہی برسات نہ ہونے پائی — کچہہ بہی ساقی کی مدارات نہ ہونے پائی

ہجر ہمارے اوپر ہین چلین آتا ہے کیا تنہا — صحبت ای قبلہ حاجات نہ ہونے پائی

دلکو وحشت ہوئی تعریف غزالے سے — خیر گذری کہ ملاقات نہ ہونے پائی

وہی دن خوب تہے جب جوش جنون تہا — پہر اوس لطف سی اوقات نہ ہونے پائی

اب بہی آپ وہ کچہہ ہو گیے جب کل سی — بات کی گو مری اثبات نہ ہونے پائی

بعد مرنیکے ہوا گور مین وصل معشوق — جیتے جی کو کی ملاقات نہ ہونے پائی

جو اٹھنے زور الفت آزمائی جسکا جی چاہے
وہ ہمراہی کرے غم کا نال اٹھائے جسکا جی چاہے

نشانہ تیر مژگاں کا بنائے جسکا جی چاہے
جگر کے سینے میں دل آزمائی جسکا جی چاہے

پڑے ہیں نقش پا کیطرح اوسکے جی کی وارفتہ
کوئی پرسان نہیں اپنا اٹھائے جسکا جی چاہے

نہیں کچھ لطف صحبت کنج تنہا میں میرے
اب آئی جسکا جی چاہے نہ آئے جسکا جی چاہے

مثال تیغ دشمن سے بھی آ چہک کے ملتے ہیں
یہ جوہر ہے اصالت کا کسے جسکا جی چاہے

پسی معشوق پر پہلے تو پا بوسی بھی ممکن ہے
حنا کیطرح رنگ اپنا جما جسکا جی چاہے

نہ مائل ہوتے پریون پر نہ جاتے اوسپہ ہم
سری سودا کی دیوانہ بنائے جسکا جی چاہے

بگڑنا بھی ہمارا عین بننا ہے جو سچ پوچھو
پریشان حال گیسو میں بنائے جسکا جی چاہے

مقام عشق میں دم مارنے کی جا نہیں ہرگز
نہیں کچھ شکوے اف بانہیں ستائے جسکا جی چاہے

نہ دو طعنے کہ تمھارے ناز ہم نازک مزاجوں کی
بہت بیٹھے ہیں محفل میں اٹھا دو ہاں جسکا جی چاہے

رہے تا زیست عریاں چاہ میں پریوں کی محبت میں
اب آ کر قبر پر چادر چڑھائے جسکا جی چاہے

اوٹھے گی سرو قد سنکر بگولا خاک سے بن کے
لحد پر فاتحہ پڑھنے کو آئے جسکا جی چاہے

نہیں خاطر میں صحبت مجمع اغیار میں کہدو
طعام رنج و غم حاضر ہے کہانے جسکا جی چاہے

١٢ — ١٠

نہیں مسند خصوصیت ہے جس پر اہل دولت کو
حصیر فقر پر بیٹھا ہوں آئے جسکا جی چاہا

چلے تھے تو مکر اوسکو دیکھ لیتے
کہ ہم اور بھی اک نظر دیکھ لیتے

اگر آنکھ میں سات پردے نہ ہوتے
تہ دیکھا تھا جو وہ بشر دیکھ لیتے

کیا کیا غضب دل دیا بے وفا کو
بہت تھے عجب ہنر دیکھ لیتے

کسی اور کو آزمانا تھا پہلے
ہمارا بھی دل وقت پر دیکھ لیتے

اگر ترک الفت ہے مد نظر ستمگر
ذرا آہ کا بھی اثر دیکھ لیتے

نہ دیکھا جو تجھکو تو عالم یہ دیکھا
نہ کچھ دیکھتے ہیں اگر دیکھ لیتے

کوئی غیب سے ایسی صورت نکلتی
کہ عاشق وہاں [illegible] دیکھ لیتے

نہ صحبت کے لائق نہ باتونکے طالب
جھلک یار کی اک نظر دیکھ لیتے

نہ تمنے کیا قتل لاغر سمجھکر
غریبوں کا بھی دل جگر دیکھ لیتے
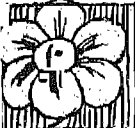
اگر گھورنا تھا او نہیں گھورتا تھا
رقیبون کو پھر اسے تجھ دیکھ لیتے

دل لیکی آپ یہ تو نہ ارشاد کیجیے
عرضی کہیں لگا کے فریاد کیجیے

چپ رہنے کے سوا نہیں کچھ چارہ کوئی
بلبل نہیں ہو نالہ و فریاد کیجیے
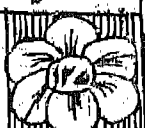
در واکے پہ بیٹھکے نہ دونگا رقیب کو
اس باب خاص میں کچھ ارشاد کیجیے

جیسے نہ تنگ عشق سے ہم کر دیئے گئے ہم
پوری کسی طرح تو یہ میعاد کیجیے

راتوں کو چھپکے آتے تھے سایہ جہان
اے رشک آفتاب وہ دن یاد کیجیے

یہ بات کیا ہے سب کو دہن میں کلام تھا
میں بھی سنوں کچھ آپ تو ارشاد کیجیے

مصوریوں میں کوئی نہیں صورت آشنا
کس سے بیان عشق کی روداد کیجیے

جو بات بھی طبیعت میں کچھ اپکی جوانی
کسکو دکھاتے اگر ایجاد کیجیے

دنیا بھی تو خوب بنا یا مگر ثبات
ایجاد اور عالم ایجاد کیجیے

مشتاق کان رہتے ہیں اپنے نوائی کے
کچھ آج کل کہا ہو تو ارشاد کیجیے

بیچو رہے خودی تو وہاں نا پسند ہے
دیوانہ جو بنا ہے وہی عقلمند ہے

جب چپ ہوں حضور میں گستاخ ابھی شہر
ایسی بیان کلیم کا بھی نطق بند ہے

ناسور یا جگر ہے چھپالا ہی اپنا دل
یہ حال اتقی بھی اب آنکے پسند ہے

زلف رسا کو دور نہ سمجھو بلا ہے یہ
دل منزلوں سی کھینچتی ہے یہ البتہ کمند ہے

خط جبیں کو پڑھ کر پکارے ہمارا امام
یہ عاشقوں کے اسم نویسی کا بند ہے

گلدستہ ہے پر نالۂ دل آغاز آج
یہ طرح تر سے ہے جو تمہاری پسند ہے

بعد از فنا ہی اوج ہوا پر غبار بھی
افتادگان خاک کا رتبہ بلند ہے

عشق کر میں آپ کو دنیا ہی کھو دیا
میں کیا کروں مزاج نزاکت پسند ہے

تنہائی کا رفیق ہی حقہ فراق میں
نالاں ہی دل کی ساتھ مراد دردمند ہے

١٢٩ — ٦

پچھلے سے سے پکار صبوحی کی ای سحر
دن اتنا چڑھ گیا در میخانہ بند ہے

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہے
یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے

کہو روح کو نکلے قالب سے جلد
اگر رنج دنیا کے جھیلے رہے

وہاں سب کے بگڑے اور ترلی رہی
سروں پر نہ بانکوں کے سیلے رہے

نہ پوچھو ملاقات کیونکر سے تھی
ہزاروں طرح کے جھمیلے رہے

زکمیں سنے اور نکے نکالا ہمیں
سنے تب تلک جی یہ کھیلے رہے

١٣٠ — ٦

سحر زندگی تلخ ہو جائے گی
یہی دن جو کروڑے کسیلی ہے

رنج و غم ہجر کے گذر بھی گئے
اب تو بت دھیان سے اوتر بھی گئے

روز جاتیں تھیں جو جائے رہے
دوسرے تیسرے او دہر بھی گئے

وہ بھی باتوں میں طی کیا قصہ
بوسہ بھی لے لیا مگر بھی گئے

ہائے مر جانا ہائے مر جانا
عیب کے ساتھ سب ہنر بھی گئے

لو ادا کی نماز پانچوں وقت
نہ ملا یار وقت پر بھی گئے

تیری آتی ہی جی اُٹھے مر کے — مرنے والے ہزاروں مر بھی گئے

واہ رے پیچ و تاب گیسو کے — بال بکھرے بھی اور سنور بھی گئے

وحشتِ حشت کو نے کیا ہر طرح — دوڑ کر بھی سے چلے ٹھہر بھی گئے

۳۱ — پھر وہاں یاد عاشقوں کی ہوئے — ۱۱
کوئی کہتا تو تھا سحر بھی گئے

سحر پھر ہوئی زرد رنگت تمہاری — پھر آئی کسی پر طبیعت تمہارے

بہانے ہو مختار مجبور کر کے — اجی دیکھ لی بس عدالت تمہاری

اگر چل گیا کوئی فقرا ہمارا — تو کھل جائیگی سب حقیقت تمہاری

نہ غیروں سے مطلب ہے جوش جنوں میں — نہ پروا ہے حضرت سلامت تمہاری

پھر بھی ہی لتہ کی ہم جانتے ہیں — سفید آنکھ تھی بیمروت تمہاری

جنوں میں بھی دو چار گھیرے ہوئی ہیں — پھر آخر اوٹھائی ہی صحبت تمہاری

مسیحا تو تھی ہمکو مرنے نہ دیتے — نہ کام آئی صاحب سلامت تمہاری

یہاں شمو بیت موتی محل ہے — مبارک ہو تمکو عمارت تمہاری

غریبوں کا کیسا مزاج مبارک — یہ پوچھو کہ ٹھہری طبیعت تمہاری

فقط نام ہے حسن لو حور و پری کا — نہ سیرت تمہاری نہ صورت تمہاری

۳۲ — سحر اب تو چھوڑو محبت بتوں کی — ۱۲
پڑا ہے میں کیا ہے یہ شامت تمہاری

گذارنا تو ان ہے لیکن نہیں گران ہے — اک مشت استخوان اور لاکھ امتحان ہے

کیسے ہیں تنکے ہیں دونوں جگہ کہاں ہے — سب دیکھ دیکھ آئے ٹھیکے جہاں جہاں ہے

جیتے جی ہم یاں ہے دو قالب یک جان ہے — جب مر گئے تو لاکھوں قرآن و بیان ہے

آگے بھی ناتواں تھے شغل کر شہاں تھے
اگلے حساب لیکن اون وزن پہلواں تھے

حال عدم نہ پوچھو ہم کون تھے کہاں تھے
زیر زمیں چلے اب بالائے آسماں سے تھے

قدسی سرشت ہیں ہم ظاہر میں گو نہاں ہم
اہل بہشت ہیں ہم اب کیا کہیں کہاں تھے

ہم عاشقوں کا رتبہ کیا جانے کوئے جاناں
جنت کا باغ ہیں سرا پا طاوس بوستاں تھے

صحبت پری وشوں کی مرغوب ہے ازل سے
خلد بریں میں جا کے حوروں کے درمیاں تھے

طاوس کی طرح ہم سو داغ لیکے آئے
کیا خوب باغ تھا وہ جس میں کہ میہماں تھے

وہ سبزیوں کا سبزہ وہ وقت صبح کا سا
نہریں رواں تھیں کیا کیا شیریں بوستاں تھے

دیکھا یہاں جو آکر نقشا ہی اور پایا
عالم ہی اور تھا کچھ جب وہ وطن یہاں تھے

یہ ہے سرائے دوراں کیجے سفر کا ساماں
جانا وہیں ہی جاناں جو بھی وطن جہاں تھے

باندھے ہے کمر خودی پر رکھی نظر دوئی پر
دو دن کی زندگی پہ کیا کیا ہمیں گماں تھے

نازک مزاجیوں میں آخر کو جان کھوئے
کوہ الم نہ اوٹھا اتنے بسکہ ناتواں تھے

قاتل تری گلی میں پہونچے تو فیصلا تھا
دس بیس مر چکے تھے دس بیس نیمجاں تھے

گھر ویراں کرکے دیکھا کچھ اصل غیر نکلے
اللہ اکبر ایسی کیا کیا ہمیں گماں تھے

اہل عدم عدم میں پوچھیں گے حال ہم سے
دیکھا تھا خواب سا کچھ دو دن کے میہماں تھے

پتلے کی خاکساری حد کی فروتنی بھی
پیوند ہیں زمیں کی رفعت میں آسماں تھے

بوڑھے ہوئے تو کیا کیا یاد آتی ہے جوانی
پیری کی آرزو تھی جب روز نوجواں تھے

تیر دعا سے مضطر تا عرش پہنچا کیونکر
یہ تو تحت الثرا ہے سات آٹھ آسماں تھے

بس کہہ چکے تحدیں اب ختم کیجیے
سوتے ہیں ہم بھی آپ بھی آرام کیجیے

بعد از فنا ملی مرض عشق سے نجات
اب چلکے غسل خانے میں حمام کیجیے

لپٹیں گے ساتھ اپنے آکے رات کو ۔ گیسو کا تذکرہ نہ سر شام کیجیے
ایسا ایک بوسہ کی بھی آپ سے نہیں ۔ ہر چند کام قابل انعام کیجیے
افشای راز عشق کریں اونہیں ہم نہیں ۔ اک مرد آدمی کو نہ بدنام کیجیے
دنیا کو چھوڑ بیٹھے ہیں کوچہ میں آپ کے ۔ اگر کبھی تو سیر لب بام کیجیے
عشق کرین صورت عشاق ہی زندگی ۔ مٹ جائے جو آپ تو کچھ نام کیجیے

فرمایش اونکی بھیجی جس طرح ہو سحر
گھر بیچیے مکان کا نیلام کیجیے

آمد و رفت ان پریزادوں میں سہ پہر ہے ۔ دل نہ آیا تھا کہیں جب تک جبیں پاک کی خبر ہے
ہر جلسے میں ہی گرم صحبت ہے عجب اک سیر ہے ۔ جمع ہیں سب آپ بیگانی یہ حالت غیر ہے
دور ہو بہو ایسی کرے انسان تحصیل کمال ۔ ماہ کامل سب ستارہ وہنیں ہر برج اسیر ہے
جب میں کہتا ہوں کہ مرتا ہوں تمہاری عشق میں ۔ ہنس کے کہتا ہے وہ قاتل جان کی تو خیر ہے

صبح سے فرقت کے او ٹھے ہیں نہ او ٹھیں گے سحر
جب جسے کہ ہونے ہی اپنا خاتمہ با خیر ہے

محبت کا کوچہ جہان اور ہے ۔ زمین اور ہے آسمان اور ہے
ابھی اک رمق تن میں جان اور ہے ۔ جو منظور او نہیں امتحان اور ہے
خط پشت لب میں کچھ آن اور ہے ۔ جواہر رقم خان کے شان اور ہے
یہ طرز سخن جہربان اور ہے ۔ یہ بات اور ہے یہ زبان اور ہے
گذشتہ ہی سنی کہانی مرے ۔ بنائے ہوئے داستان اور ہے
تعلی سے ہفتم فلک پر ہیں ہم ۔ فقط ابتو اک آسمان اور ہے
زبان سے کہوں کلمہ شرک کیا ۔ مجھے ان بتوں پر گمان اور ہے ۱۴

کون سی پیر فلک سے کہ کھلا
کہ اس پردے میں اک جوان اور ہے

تمہارے سب انداز قاتل ہیں یار
میں کشتہ ہوں جسکا وہ آن اور ہے

چلے جاتے ہیں رات دن قافلے
زمین کے تلے اک جہان اور ہے

جگہ تیری دل میں ہی یا عرش پر
سوا اسکے کوئی مکان اور ہے

۱۳۶ — ۱۴

کسی سے لڑی شعر کیونکر سحر
بیان اور ہے یہ زبان اور ہے

جیسے سحر نہ ہوئی انگور کے لیے
ساقی شراب اک ہی مخمور کے لیے

ہی موت زندگی تیری مخمور کے لیے
مٹنے سے اور شہرہ ہی مشہور کے لیے

قربان اوس بہشت کی دوزخ قبول ہے
پریان ہزارون چھوڑی اک حور کے لیے

وہ دن گئے کہ داغ اوٹھاتے تھے داغ پر
اب رنج زہر ہے تری رنجور کے لیے

ہمسایہ بھی نہ غم پرست نہوگا جہان میں
دن سی ہی روشنی شب دیجور کے لیے

محنت سی منزلت ہی یہان سچ ہی جاننے
کوٹھے تلک عروج ہی مزدور کے لیے

شانے سے کرکے زلف نے کیا خوب چال کی
بڑھکر قدم جو ساقی مخمور کے لیے

اسکو غرور زیب ہے وہ بے نیاز ہے
یہ بات ابھی نہیں بت مغرور کے لیے

منہ سے لگایا جام تو بیوقت کی جھڑی
بوسے لپٹکے نرگس مخمور کے لیے

راتوں کی پہلیوں نے تو وارفتہ کردیا
رتبہ نہیں حضور ستفقور کے لیے

روزہ نماز فرض ہی ہر چند واعظو
نشہ میں تو معاف ہی مخمور کے لیے

آخر کو بلتی لب جان بخش کے ہوے
کیا بات اوٹھا رہی تری رنجور کے لیے

آنے ہی منہ پہ زلف دہ بلتی ہیں دونوں وقت
لازم دعا ہے عاشق مہجور کے لیے

پریوں کے ناز تمسے اوٹھیں گے ای سحر
اک آدمی کو بھیجیے مزدور کے لیے

نازک دماغ یار کی دیکھو تکلفات
پھولون سے کے اوٹ دور لگے ہین پلنگ سے

تشہیر کرتی ہی یون ہین دنیا کی جستجو
تیمور شہر شہر پھرایا ہے لنگ سے

آہو ختن سے آئے کبابون کے واسطے
تیری لیے شراب منگائی فرنگ سے

نالے کیے جو قبر مین افلاک گر پڑے
تحلیے کے سات برج اودھڑے اسرنگ سے

صورت نئی دکھاتے ہو ہر شعر مین سحر
تصویر کھینچتے ہو طبیعت کے رنگ سے

بے محل عاشقی سے در گذرے
کہین برچھے لگے جگر گذرے

جان جائے کہ آبرو کچھ ہو
خیر اک امر تو کر گذرے

اوٹھ سکے آدھی رات کو تم تو
کیا کہون کیسے دو پہر گذرے

نہین اوٹھنے کے داغ بے مہرے
باز آئے ہم اسے تم گذرے

باغ عالم مین صورت شبنم
رونہی روتے رات بہر گذرے

ای ہتو کم نہین ہے پتھر سے
بات کوئی گران اگر گذرے

کیا ہو قدر کمال دنیا مین
سیکڑون صاحب ہنر گذرے

نہ کرین گے زبان سے شکوہ
دل پہ جو گذرے اے سحر گذرے

موقوف سی اب تو ہے نوبت کی خبر ہے
آخر ہین شب ہجر کچھ آثار سحر ہے

کیفیت ابر اودہے اسکو نہین کہتا
رونے کو تو آندھی ہین مگر دیدہ تر ہی

چین جھلکے محبت قتل کے تیغ ادا سے
ای قاتل عشاق کدہر ہاتھ ادہر ہے

ٹوپی کی کجی شوخی تتلی سر کی سنی تھی
یہ حد کی نیکیتی ہے کہ ٹیڑھی ہی نظر ہے

گھر سیکڑون پہ پامال کچھ بہی صورت
باقی نہ رہے چاہیے آئینے کا گھر ہے

اس پردہ نی ای پردہ نشین کہیو پردہ — سب عیب ہے پوشیدہ رہے اور ہنر بہی

کاجل تلک آنکھون مین نہین صاف ہی دیدہ — مدت سے نہین اب وہ محبت کی نظر بہی

دانتون کے تصور مین عبث ہاذ میان لینیکا — لو آنسو وہین آئی لگے سخت جگر بہی

صورت کا غرور اوسکو ہمین عشق کا دعوے — دیکھین تو بہلا ہم بہی ہین یا وہ تیک قمر بہی

مہتاب پرستو لبنی کہو آنکے دیکھین — ایسی ہین قمر بہی ہی یہان رشک قمر بہی

کل صبح کو وہ عاشقون کو قتل کرینگے
کہدو کہ سر شام سے حاضر ہے سحر بہی

موقوف ہی خدا پہ تو کد کیا ضرور ہے — پہر دشمنون سی بغض و حسد کیا ضرور ہے

ہر حال مین نوشتۂ تقدیر پاس ہے — فرمان خسروی کی سند کیا ضرور ہے

جز نام نیک کچہ نہ رہیگا جہان مین — خود مٹ گئی نشان لحد کیا ضرور ہے

جنگل مین بہی پہونچتا ہی حصہ نصیب کا — لشکر کو روز فکر رسد کیا ضرور ہے

بے گنتی ہونے لین گے اگر جیت جائینگے — جو سر ہین سو پچاس کی حد کیا ضرور ہے

کسکا سبب سبب الاسباب اور ہے — تشویش و فکر و کوشش و کد کیا ضرور ہے

ہماری ہی ایک بہی صف مژگان ہزار ہے — غالب جو فوج ہو تو مدد کیا ضرور ہے

سونیکا شیر اس دولت کو چاہیے — قصر فلک کو برج اسد کیا ضرور ہے

کہتے ہین سب جہین کو جنہین ہی نہین ہے — ارشاد کچہ نہ سمجہیے کد کیا ضرور ہے

پیرو ہنون کو چاہیے تقلید اہل شہر — خود مستند ہین ہمکو سند کیا ضرور ہے

از بسکہ ہے عالم ارواح بین خدا — روح روان کو قید جسد کیا ضرور ہے

مٹی تو آپ یہ تن خاکی ہی ای سحر
فکر زمین برای لحد کیا ضرور ہے

پیدا اسکے ہنسنے کی نہ ملاقات ہماری — دن آپ کا اک رشک قمر رات ہمارے

میخانون مین ہوتے ہین بسر جا کے مہینے — کس لطف سے کٹ جاتی ہے برسات ہمارے

اوس جلسے کو لوگون مین جو ہمکو کوئی پوچھے — کہدو کہ اونہین تک سے ملاقات ہمارے

جب کوئی نہ آئیگا تو بلواؤ گے ہمکو — کام آئیگی آخر کو ملاقات ہمارے

جبسکا تصور تھا ہوا زلف کا سودا — دن ہی سی بڑی کٹنے لگی رات ہمارے

ہم لوگون کو آکر کوئی میخانے مین دیکھے — کس طور سے ہوتی ہے مدارات ہمارے

۱۴۳ — ہمسا بھی گنہگار سحر خلق نہ ہوگا — ۹
رندون مین غنیمت ہے غرض ذات ہمارے

وہ بھی ستم آپ بے سبب کیا ضرور ہے — گھر بیٹھے بھیجنا ہے طلب کیا ضرور ہے

اپنی جگہ تو صاحب محفل کی آل ہین — پہلو مین بیٹھنا ہمین اب کیا ضرور ہے

حاصل ہوا کمال تھا عشق فراز مین — ہر شی کی جب ضرور تھی اب کیا ضرور ہے

تنہائی سحر کا بھی لازم ہے کچھ خیال — ہر روز بزم عیش و طرب کیا ضرور ہے

قابل نہین ہین عذاب جہنم کے دیو زاد — ہمسے ضعیف پر یہ غضب کیا ضرور ہے

آیا خیال یار مین تعظیم کو اوٹھا — وحشت مین اور پاس ادب کیا ضرور ہے

بجلی نہین چمکتی ہے جب تک گھٹا نہ ہو — رحمت اگر نہین تو غضب کیا ضرور ہے

ہمنے بلا سے تو نہین جانا خدا کی گھر — جانا کہین بغیر طلب کیا ضرور ہے

۱۴۵ — مشہور کیا ہے نام تخلص نے اے سحر — ۱۴
یہ نام کو خطاب و لقب کیا ضرور ہے

دیکھی آئینہ رخسار مین صورت تیری — کھل گئی عشق تمہاری ملی حقیقت تیری

تب وقت مین اوٹھائی ہے وہ ایذا ہمنے — تحمل کرتے ہین تو ہوتی ہے شکایت تیری

کوس رحلت کے صدا آتی ہی نوبت سے سحر
کیا سری نیند اوچاٹ آخر شب ہوتی ہے

پایا خطاب شاہ سحر شاہ عشق سے
اوترا علم فقیر کو درگاہ عشق سے

نالہ نشان ہی شب فرقت ہی فیل مست
آگاہ تم نہین حشم و جاہ عشق سے

دل کو ذقن سے بعد فنا ملتی ہی نجات
یوسف کو ہم نکالتے ہین چاہ عشق سے

بوسہ طلب نہ چشم ختاین کا ایک دن
پایا نہ جام ساقی حجاہ عشق سے

ناصح بگاڑ سے نہین بنتی کے ہم جو آ
کیا بات ہے جو راندہ درگاہ عشق سے

ہاتھ ستم مین کیا گذرتی ہی نہ ایسی لیے
دل ٹوٹتا ہی صدمہ جانکاہ عشق سے

دل کھو گیا ہی دل بہایا نہین اٹھے
یہ بھی بعید تھا خضر راہ عشق سے

شکار ہی چشم زار کو تو ہی وقار
روکے ہوئے ہین کوہ کو ہم گاہ عشق سے

خوبی یہ حسن کی ہی فقط آنکھونکا ہی حجاب
پردہ تو کیا ہی نبار درگاہ عشق سے

دل پہر گیا ہے کوچۂ جانان سے ای سحر
لایا ہون اس قصر کو شہراہ عشق سے

محبوب کے ہاتھ پہ گل پھینکے دیا خار نے مجھے
سر دست اور چلا یا ہے بہار نے مجھے

وہ خریدار ہون ہر جنس کو سودا ہی مرا
یوسف مصر نے ٹوکا سر بازار مجھے

قبر پر بیٹھی ہی وزارت رقیبونکی نشست
اس لیے دفن کیا تھا سر بازار مجھے

کوچۂ یار کے جانیکا ہیان کسکو دماغ
ضعف سے آپ مین آنا بھی ہی دشوار مجھے

کیا تو چشم عنایت ہی اوہر ساقی کی
جام ہر دور مین ملتا ہی کئی بار مجھے

بوسہ روئی نگین کا نہین کچھ شوق ایسے
بی مزہ کیون ہوا گر سمجھو گنہگار مجھے

ترشکے کہتے ہین شب وصل وہ کس شوخی سے
ہاتھ خنجر پہ لگانا نہ خبردار مجھے

بوسہ لینے پہ دو مصحف عارض کی قسم
یہ نہ ہوگا کبھی کرتے ہو گنہگار مجھے

اپنے ڈالے ہوئے ہاتھ گلے مین آ کر
سحر وصل یہ رخصت کا ملا ہار مجھے

آج تک تو نے ہچکی نہ کبھی آتی تھی
یون تو قاتل نے کیا یاد کئی بار مجھے

زیر رنجیاسی ملوث نہین ہوتی تیغ
تیر اسونے کا بدن ہے تو مہیا ہی یار مجھے

ابرو و فکا ہے جو سودا ہین کٹا جاتا ہون
دیکھنے کو نہین دیتا کوئی تلوار مجھے

اور الٹا سمجھا سے جو ناصح بھی تو مانون نہ سحر
بے وفا یار سے ملنے کا ہے انکار مجھے
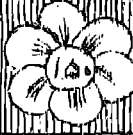
١٥ ١٥

سحر سا بھی دیوانہ دنیا مین کم ہے
نہ جینے کی شادی نہ مرنیکا غم ہے

دم نزع ہین یہ اشارون مین باتین
دکھا دو او نہین ابھی آنکھون مین دم ہے

تصور مین گیسو کے کٹتے ہین راتین
یہ سودا ہے مین تیرے سر کی قسم ہے

نہ غصہ ہی ہم پر نہ چشم عنایت
نہ برق غضب ہے نہ ابر کرم ہے

سنا ہا ہے کیا حال جنت کا واعظ
مری لکھنو مین بھی باغ ارم ہے

کچہ آنکھون کی گردش کا سمجھے اشارہ
چلو پیکستو دورۂ جام جم ہے

کہان تک لکھونگا پیام زبانے
کہ تحریر موقوف اب یک قلم ہے

سنا سے ہو کیا جسکو باتین بنا کر
یہ شیرین زبانے مری حق مین سم ہے

فلک کسکو رفعت دکھاتا ہے اپنی
یہان کب تمنای جاہ و حشم ہے

محبت کے کوچے سے تم نابلد ہو
نشیب و فراز اسمین ہر ہر قدم ہے

بس امید پر جان دیتا کوئی اپنی
خلاف اونکا وعدہ ہے جھوٹھی قسم ہے

دکھاتا ہون جب سکو داغ حسرت
تو کہتے ہین وہ تو بھی طرفہ رقم ہے

کجا طبع نازک کجا فکر دنیا
غضب ہے غضب ہے ستم ہی ستم ہے

بدا اسد سے اپنے ہیئت ہی مجھکو / مین پیرو ہون اوسکا جو ثابت قدم ہے

(۱۵۱)

سفیدی ہی بالون کی آثار پیری
سحر صبح ہوتی ہی اب رات کم ہے

کہتے ہین حال جدائی جو کسی شب کیجے / مختصر کیجیے اس قصے کو مطلب کیجے

گو بظاہر ہین جدا ایک ہین ہم تم دونو / ربط کا ہی کو ہی اک روح دو قالب کیجے

وصل موقوف ہی ای جان جو جدائی [illegible] / جان دی دینی کو حاضر ہین ہمین جب کیجے

سلطنت مل گئی جسوقت پیا جام سرا [illegible] / زاہد میکش کی عمل کو ہی مجرب کیجے

دو پہر کو ہین کہون تارے نظر آتے ہین / آپ ہی رشک قمر انکو اگر شب کیجے

بول اوٹھے وہ بت مغرور جو دارائی / تنگ آ کر شب فرقت مین جو یا رب کیجے

(۱۵۲)

کیجیے فکر سخن شہر خموشان مین سحر
آپ تو خلق مین گویا نہی بڑی اب کیجے

کیا نہ دربار کو شب وصلت دکھائے / ٹھہری جو دل تو داغ محبت دکھائے

سو رہے منہ لپٹکے کنج مزار مین / وہ منہ نہین رہا ہے جو صورت دکھائے

ناحق مزاج پوچھتے ہین دوست آشنا / کس کس کو داغ فرقت و حسرت دکھائے

کھنچتے ہی تصور سے آپکے / پھر پھر کے منہ سبھی دم رخصت دکھائے

ہنستا ہی ایک جنبش ابرو مین قتل عام / تلوار کو کسا کے اصالت دکھائے

جور و جفا سہی خواب مین آگاہ کیجیے / خوش تھا منون کو حال قیامت دکھائے

سونیکا ہی بدن تو مونا اترا [illegible] / دنیا کی لوگون کو یہ امارت دکھائے

تا [illegible] کسا کی ہین اب کھینی کی گون / منہ اوسکا دیکھیے نہ یہ صورت دکھائے

محشر مین جب کہ نامۂ اعمال پیش ہو / سر پھوڑ کر نوشتۂ قسمت دکھائے

رنج و غم ہجر کے گذر سہہ گئے
اب تو بت وہاں سے اوتر بھی گئے

روز جانے میں قدر جاتی ہے
دوسرے تیسرے اودھر بھی گئے

دو ہی باتوں میں سٹے کیا قصہ
بوسہ لینے سے لیا مکر بھی گئے

ہاے مرجانا ہاے مرجانا
عیب کے ساتھہ سب ہنر بھی گئے

کوا آکی نماز پانچوں وقت
نہ ملا یار وقت پر بھی گئے

تیر سے آتے ہی جی اوبٹھے مرے
مرنے والے ہزاروں مر بھی گئے

واہ رے پیچ و تاب گیسو کے
بال بکھرے بھی اور سنور بھی گئے

دشت وحشت کہو سٹے کیا ہر طرح
دو لا کر بھی چلے شہر بھی گئے

۱۵۷ — ۷

پھر وہاں یاد عاشقوں کی ہوئے
کوی کہتا تو تھا سحر بھی گئے

نہیں ممکن پری سی جی سے بہلے
آدمیت یہ ہیولوں سے پہلے

قصر تن ہی مکان کراے کا
روح چاہے تو چاروں بدلے

آمد آمد نے مار رکھا ہے
کب تلک کوئی صحن میں ٹہلے

نام اوس گل کا یوں نہ لے بلبل
کر لے کلے گلاب سے پہلے

سبے سے قد سے عیش باغ اوجا
کیا درختوں میں آدمی سب ہلے

۱۵۸ — ۸
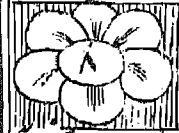
بس یہی تو نہیں کہا جاتا
یوں تو جو چاہے کچھ نہ کچھ کہلے

قاصد تو کہہ چکا تھا عنایت میں فرق ہے
خط کھلتے ہی کھلا کہ حقیقت میں فرق تھا

بیکار نالے صوت بلبل کہے تو کیا
کس سے کہیں گلوں کی سماعت میں فرق ہے

چاہے گا کیا ہماری برابر تمہیں رقیب
یہ یاد رکھو عشق و محبت میں فرق ہے

نرگس کو لوگ کہتے ہیں چشمک سی یار کے / آنکھیں ہیں دیکھنے کی بہار میں فروغ ہے

غیبت کرو نہ وعظ میں رندوں کی واعظو / یہ عیب ہے تمہارے شرافت میں فروغ ہے

زاہد کا ظرف ہی نہیں قابل شراب کے / کیونکر کہوں کہ اوسکی عنایت میں فروغ ہے

اسکا ہی کچھ عجب نہیں چاہا تو بخش دے / بندی ہیں اوسکے گو کہ اطاعت میں فروغ ہے

۱۵۹ — آئی خزاں بہار سے رخصت ہوئی سحر / یہ سچ ہے ابتو آپ کی وحشت میں فروغ ہے — ۱۲

نہ کہو عاشق گریاں کی حقیقت کیا ہے / ہوئی کیا حال میں نیسان کی حقیقت کیا ہے

طوق لوہے کی کئی توڑی ہیں ان ہاتھوں سے / ایک کپڑے کی گریبان کی حقیقت کیا ہے

کنج عزلت سے کہیں ہم نہیں ملنے والے / اے فلک گردش دوران کی حقیقت کیا ہے

آنکھیں اسواسطے خالق کی عنایت کی ہیں / آدمی دیکھے کہ انسان کی حقیقت کیا ہے

ختم ہے لکھنو والوں پہ یہ مرد انشی / ہوش میں اہل صفاہان کی حقیقت کیا ہے

نظم رنگین سے سوا نثر ہے رنگین اپنی / بوستان کیا ہے گلستان کی حقیقت کیا ہے

تو مرے بوریے پہ بیٹھا ہے فخر اپنا / اے پری تخت سلیمان کی حقیقت کیا ہے

باغ میں اوڑ کے میں جاونگا بہار آنے دو / ایک دیوار گلستان کی حقیقت کیا ہے

نظر اللہ پہ ہی کیوں نہ رہے خاطر جمع / اے بت زلف پریشان کی حقیقت کیا ہے

آپ سے آئی ہیں کیونکر نہوں محفل میں قلیل / لی بلا سے ہو مہمان کی حقیقت کیا ہے

چار آنکھیں نہ کریں دیدہ گریاں سے حباب / حضرت نوح کی طوفان کی حقیقت کیا ہے

۶۰ — یار کے کہنے کا دیکھو نہ برا مانو سحر / سچ تو ہے عاشق نادان کی حقیقت کیا ہے — ۲۳

نقش لب بوسہ کا عارض پہ عیاں ہوتا ہے / آگ ہو جاتے ہیں وہ رنگ دہواں ہوتا ہے

عشق ابرو سے عجب کاہش جان ہوتا ہے
حلق پر خنجر کی آب رواں ہوتا ہے

دل ہوا سرد مگر گرم ہے آہیں ہیں یہ
یہ نئی بات ہے کہ آگ دھواں ہوتا ہے

ابتدا یہ ہے جنون کی کوئی ہم سے پوچھے
جب بہار آتی ہے پہلے خفقان ہوتا ہے

بار احساں سے جھکے جاتے ہیں آئینہ نواز
ظرف سے بڑھ کے جو دیتے ہو گران ہوتا ہے

آج نالوں میں کھنک ہے یہ نئی بات سنو
دل پہ ٹوٹے ہوئے شیشے کا گماں ہوتا ہے

کنج عزلت میں بسر کیجیے عنقا کی طرح
آپ جب تک نہ مٹے نام کہاں ہوتا ہے

جام کی ساتھ گلوری بھی دی جا ساقی نے
لطف سبزی کا لب آب رواں ہوتا ہے

سچ تو یہ ہے نالہ موزوں کیے او نہیں قدر نے کیا
کہ مزہ شعر کا بے عشق کہاں ہوتا ہے

سال کچھ شہر خموشاں کا کسی نے نہ کہا
قافلہ یاروں کا ہر روز رواں ہوتا ہے

بادہ نوشی کی جب آتی ہے بہار ای ساقی
کچھ او نہیں روزہ نہیں اکثر رمضان ہوتا ہے

گور میں بھی نہیں آفات سما سے بچتا
آسمان خاک کے پردے میں نہاں ہوتا ہے

رنج ہے اپنی بگڑنے کا نہ بننے کی خوشی
کیا غضب عاشق بے نام و نشاں ہوتا ہے

نسخہ مے بھی کم از نسخہ اکسیر نہیں
ہر ہوس باز سفید بال پھر بھی جوان ہوتا ہے

لیلی زلف کی ہم بھی کبھی دیوانے تھے
ذکر مجنوں کا نہ چھیڑو خفقان ہوتا ہے

کس سے انشا سے محبت کا گلا کرتے ہو
آپ میں عاشق جانباز کہاں ہوتا ہے

شاعری چیز ہے کیا شعر کسے کہتے ہیں
حال دل ہے اسی پردے میں بیاں ہوتا ہے

ہفت اقلیم میں مشہور ہو تو اک لطف تو ہے
ہم یہاں بیٹھے ہیں مذکور وہاں ہوتا ہے

دور ساقی میں ہے میخانے کی بہتی دولت
شیخ بڑھا ہے مگر پیر جوان ہوتا ہے

زردی رنگ سے پہچانتے ہیں عاشق کو
جو گذرتی ہے کہاں اوسکا بیاں ہوتا ہے

چاک ہوتا ہی گریبان جو قبا تنگ ہے یہ
ماہ نو ٹکڑے درختوں سے عیاں ہوتا ہے

دل سوزان کی لیے چاہیے آتش خانہ
آہ سے یار کے گھر مین دھوان ہوتا ہے

١٦١

یار کہتا ہے سحر دل نہ کہین جلتا ہو
پھاڑ کر پھینک گریبان کہ دھوان ہوتا ہے

١٣

بگاڑ دیکھ چکے اونکا پیار دیکھ چکے
نہین ہی بات کو کچھ اعتبار دیکھ چکے

بُرے ہین ہم کہ بھلے ہین غرض کہ جتنے ہین
ہمارا دل کہو کیسا ہی یار دیکھ چکے

پری ہو پانچی ہاتھون مین پڑ ہین اوٹھ نہ سکے
یہی ہی چال تو امیدوار دیکھ چکے

وہ کہاں کی نہین کیا کیا نہ نرگسی آنکھین
خزان بھی دیکھو گی جسدن بہار دیکھ چکے

قدم نہ رکھین گے پھر کوچہ محبت مین
بہت نشیب و فراز اسکی یار دیکھ چکے

عجیب پھول پھلیان ہی کوچہ گیسو
حضور حال دل بیقرار دیکھ چکے

پس فنا بھی غرض سر نے ہو کہین کہان
رہیں انجمن مرا انکسار دیکھ چکے

شبیہ آدم خاکی ہے ہمنے سمجھا نا
ترا جمال بھی پروردگار دیکھ چکے

ہمین ڈراتی ہو کیا بالون کی سیاہی سے
کہ بہتر کی شب انتظار دیکھ چکے

چڑھا دو نشہ کی جھینک تو وہ غطو سونچے
ان آنکھون سے تو خطار و یار دیکھ چکے

مہ صیام کی پہلے کو آگیا ساقی
وہ چاند عید کا بھی بادہ خوار دیکھ چکے

فقط ہی حاجت اصلاح قبلہ عالم
سبب آپ تا بہ رشا ہوار دیکھ چکے

١٦٢

ہوس حور جنان کی نہ اشتیاق رہے
سحر ان آنکھون سی کیا کیا نکھار دیکھ چکے

٩

بیچ کر لی ہو تو روح سی رشتہ گیا کم ہے
تمنے اس نوک کا انسان کیا دیکھا کم ہے

داغ حسرت ہین بہت حاصل دنیا کم ہے
پھول اس باغ مین کثرت سی ہین بوا کم ہے

بال سے کو جو بیچے ہین سیاہ کرنا مین
آپ سمجھے ہین کہ شاید اسی سودا کم ہے

مہندی لگا کے وہ ابھی نکلے ہیں بانکے
نقش قدم ہر ایک گل نو دمیدہ ہے

خوناب اشک بھر کے ہوئے کا رنگ سا ہے
پکا یہاں گلال کا رنگ پریدہ ہے

داغ فراق دیکھی ہو دلکو دکھا کے آنکھ
سننے یہ نقش پا ہی غزال رمیدہ ہے

ہوا انتہا کا رنج تو کوئی نہیں شریک
راہ فنا میں جو ہی مسافر جریدہ ہے

دست جنون چمن میں چلا پہنچے ہوا کی میں
جس گل کو دیکھتا ہوں گریبان دریدہ ہے

جھکتے ہیں خاکساروں کے آگے زمانے میں
دیکھو فلک زمین کی جانب خمیدہ ہے

چھوڑا ہمیں فنا نے بھی نہ تکیہ فقیر کا
کہنہ ہی اگر نہیں تو بغل میں جریدہ ہے

صحبت کسی کی دیکھ نہیں سکتا آسمان
ہم لوگ نوجوان ہیں فلک سن رسیدہ ہے

۱۶۵

اس سے زیادہ کوئی نہیں خوب ای سحر
نو شعر تک غزل ہی پھر آگے قصیدہ ہے

۱۰

بات کی تیغ ہی نقد دل سی محبت کیسے
تمکو سو وا ہے یہاں جوشش وحشت کیسے

پردہ ناحق ہی تمنای زیارت ہی کسی
صدقے ای پردہ نشین عذر زیارت کیسے

جوش وحشت میں مرے سامنے ہی خیر نگاہ
رو کسکی ہی خدا جانی اجازت کیسے

شعر موزون میں کبھی نالہ موزون میں ہیں
بات کرنے کی شب ہجر میں مہلت کیسے

نہ خوشی کی ہی خوشی ہکو نہ ہی رنج کا غم
شادی وصل و ملال شب فرقت کیسے

شاہ جمجاہ کا دربار کہاں بندہ کہاں
بزم یاران خرابات سے فرصت کیسے

آج تک یہ نہیں معلوم ہی کہ ہم رندونکو
کون ہی محتسب عصر عدالت کیسے

جان شیرین سے گئے عشق لب شیرین میں
زندگانی کی زمانہ میں حلاوت کیسے

ابھی ہم قابل معراج نہیں ہیں کوتہ
سچ تو یہ ہے کہ میسر ہے صحبت کیسے

ہیں نگاہ تصور کی غافل ہے
کون بشاش ہی اس وقت ندامت کیسے

باتیں نہ لگاوٹ کی کرو ای قمر ایسی
دل جاتے وہیں سنگ نشیں کے سحر ایسے

سنتے ہیں بہت غم میں نکلتا نہیں آنسو
سو کبھی نہ سنا تا کہیں ای چشم تر ایسی

کانوں سے لہو ہیں اوٹھتی ہیں آنکھو سے شعلے
دیکھی نہ سنی سوزش داغ جگر ایسی

پھر صبح شب وصل نہ اللہ دکھائے
یہیں روز قیامت کے بھی ہوگی سحر ایسی

وہ ایسی جگہ ہیں کہ ہوا بھی نہیں جاتی
کیا فائدہ کیوں آہ کریں بی اثر ایسی

بی عیب ہی دنیا میں فقط ذات خدا کی
خورشید کا منہ ویسا ہی شکل قمر ایسی

کل اپنے محلے میں پری رو کا گذر تھا
اوڑتی ہوئی سن لیتے ہیں ہم بھی خبر ایسی

جیسا کہ ہمارا بدن زار گھلا ہے
شاید کہ تمہاری بھی نہ ہوگی کمر ایسی

آگے بھی رہا کرتا تھا دلکو خفقان سا
اب جیسے کہ وحشت ہی نہ تھی پیشتر ایسی

یہ روز سیہ گیسوے شبگوں نے دکھایا
کاہی کو گذرتی تھی کبھی رات بھر ایسی

زنداں شکستہ کی طرح پھونکے گی ہیں
دانتوں نے تری کھولی ہی آب گہر ایسی

۱۶۷

سنتے ہیں کہ دنیا سے کیا کوچ سحر نے
اونکو نہ سنانا متوحش خبر ایسی ۲
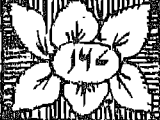
۹

گھٹائیں اوٹھ رہی ہیں جوش باران رحمت ہے
تمہارا چاہی تو سینہ ایک نہیں دشت وحشت ہے

سہلا ہی یا برا جو کچھ کہ ہی تیری عنایت ہے
ہمیں بجلی کا گرنا بھی بہ از باران رحمت ہے

تری صورت سی اشتہاں بتوں میں کس کی صورت ہے
پری جنی کی پتلی ہی بشر مٹی کی مورت ہے

بہار آئی ہی صحرا سبزہ زار باغ جنت ہے
یہ مجنوں کا بیابان ہے یہ اپنا دشت وحشت ہے

کہیں غم ہی کہیں شادی ہی دنیا جا عبرت ہے
کہیں تیجی کی مجلس ہے کہیں چوتھی کی صحبت ہے

لگی اجڑا اگر ایک بت تجھکو بنایا ہے
بدن سونیکا لب یاقوت کی مٹی کی رنگت ہے

زبانیں چار اگر ہوتیں تو شکر اوسکا ادا کرتے
کرم سے ہے کرم ہر دم عنایت پر عنایت ہے

صف مژگان پہ جو بانکی سی کری ہی نشان
فوج ہندائی ہی کیا توڑدن کو سلگائی ہوے

طفل بہی کہتے نہین حال وہان کا آکر
پیر تو بہول گئے دیر ہوئے آئے ہوے

دیکہکر چشم سیہ چوکڑی بہولے ہین ہرن
گرد ہین ڈالے ہوے جاتے ہین گہرائے ہوے

بعد مدت ہمیری وحشت نے دکہایا ہے اثر
کل سی ہین دیکہتا ہون وہ بہی ہین گہبرائے ہوے

آپ بگڑے ہوے ہین بال ہین بکہرے ہی
اور تیور ہی کمر ہے کئی بل کہائے ہوے

اس جہان گذران ہین نہین ہی جای مقام
ای خضر عمر کی شبدیز کو ٹہکرائے ہوے

١٧

آپ پہنتے ہین سحر قید چشم ہین مقیم +
خود بدولت ہی سکے یہ بہری ہین سنبہلائے ہوے

٨

گیا مجنون کا دور اب آج کل اپنا زمانا ہے
ہماری پاؤن ہین بیڑی نہین خلخال آتا ہے

گلا ہی نور کا ای ماہرو تابین سی گاتا ہے
یہ تقریر مسلسل ہے کہ زہرہ کا ترانا ہے

حقیقت ہین یہ سب ہی ہین معشوق حقیقی ہے
مرض کیسا کمان کی موت ناحق کا بہانا ہے

یقین ہی حشر کو پرسش نہین ہونیکی پیدرو
یہ سنتی ہین خدا کا لاابالی کارخانا ہے

لحی کرتا ہے بحث واعظ کون مرد سپاہی ہے
جہالت ہی ٹپکتی ٹیڑہی ٹوپی کا بہانا ہے

خیال قد بالا ہین ای سرچیونٹی اڑتا ہو
سمند فکر کو مضمون گیسو تازیانا ہے

فلک سا ہوتا ہی ہمسر ای قمر تیری جدائی ہین
ہماری قبر ترکیب آسمانی شامیانا ہے

١٧

سحر تا جنس کی صاحب سلامت ہی ہی ائی
سلام ان سبکو کرنا زندگی سی ہاتہ اوٹہانا ہے

١١

مہندی تلوون مین لگالو تو تماشا ہو جائے
جس جگہ رکہو قدم سونیکا چہاپا ہو جائے

وتر وکو ٹہے سے تو عالم تہ وبالا ہو جائے
سامنے ارض وسما ایک ہنڈولا ہو جائے

زور اقتشا ہی کہ آنکہون ہین چہپا جاتا ہے
جس ورق پر تری تصویر ہو ٹہپا ہو جائے

شور قیامت اپنی جفا کی ساتھ ہے
ڈرتا ہے چلے نہ آئین وہ گھبرا کی سامنے

دربان ہی لڑ رہا ہون کہ جسمین تجھی کبھی
چلیے حضور اقدس و اعلی کی سامنے

۱۷۳ — ۹

گو پست ہی زمین سحر ہو غزل بلند
پڑھتے ہین شعر شاعر غرا کی سامنے

وصل کے بعد مرگ ٹھہری ہے
اس لیے قبر پر سہری ہے

برسون گھورا ہی روی تابان کو
جب کہین جا کی آنکھ ٹھہری ہے

تھاہ پائی نہ بحر الفت کے
کیا ملاقات اونسے گہری ہے

زر ہے پاپوش پر فقیرون کے
زیر پائی بیابان سنہری ہے

روز کہتے ہین شکوؤن کے دفتر
خاص کمرے مین اب کچہری ہے

قید گیسو مین دل کا خون کرنا
وہ ہین اور صدر سے کچہری ہے

وصل ہے ابتو یا وصال ہے آج
یا جنازہ ہی یا مسہری ہے

لوٹنے کا دہڑ دہڑی کرکے
بسی ہوشہون یہ گہری گہری ہے

۱۷۴ — ۱۰

کچھ افاقہ ہے دل کی دھڑکن کو
اب طبیعت سحر کی ٹھہری ہے

افسانہ بزم رند قدح نوش مین رہے
لیکن یہ چاہیے کہ ذرا ہوش مین رہے
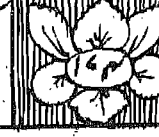
بھولی ہین رقیب کی آغوش مین رہے
کیا خوب کل تو یاد فراموش مین رہے

گیسو وہی کہ جسکے رسائی ہوتا کمر
لیلی وہی جو قیس کے آغوش مین رہے

برج فلک کو توڑ کے خم سے نکل گئی
پانی نہین شراب جو سرپوش مین رہے

تنہا لحد مین رکھ کے احبا چلے گئے
ہم انتظار یار عبا پوش مین رہے

حیران ہون کہ چال مین گردون غضب گیا
کیونکر ستارے یار کی پاپوش مین رہے

کس مرتبہ ہی آتش رخسار شعلہ در
ممکن نہین کہ آب در گوش مین رہے

کیا تخلیہ رہا شب عشرت مین صبح تک
مین آپ مین رہا نہ وہی ہوش مین رہے

پریون کی کان سمجھی بہری ہین کلام سے
موتی یہ وہ نہین جو بنا گوش مین رہے

۱۲۵

کہتے ہین وصل مین نہ پلا ای سحر شراب
پہر لطف کیا رہا جو نہ ہم ہوش مین رہے

۱۱

نشۂ جوش جوانی مین یہ بیہوش رہے
وعدۂ عالم ارواح فراموش رہے

لوگ آئینے مین تصویر پری کہتے ہین
جام مے پر بہی کوئی شیشہ کا سرپوش رہے

ہار کر بوسہ نہ دو جیت کی دل کو لیلو
آپ سے ہمسے نہ اب یاد فراموش رہے

زلف ساقی کا لیا بوسہ تو ہنسکر کہا
بادہ نوش اٹھگئی محفل سے بلانوش رہے

عشق بت لاکھ چہپاؤ کوئی چہپ سکتا ہے
وہ خطا پوش نہ جبتک کہ خطاپوش رہے

شمع کو کہانا پہننا نہین کچہ کام آتا
غیر ممکن ہی لحد مین یہ تن پوش رہے

پردہ ہتا نظر آتا نہین اے پردہ نشین
روشناسون سے کہان تک کہا [illegible]

شمع کی طرح ہتہیلی پہ رہا سر اپنا
بزم عالم مین ہمیشہ سے سبکدوش رہے

عہد دولت مین نہو سلسلۂ ظلم دراز
زلف حد سے نہ بڑہے تابہ بنا گوش رہے

پاون ننگے وہ کہین سر محفل اٹہکر
چال کی ہی کہ تری گہر کی پاپوش رہے

۱۲۶

ساری رنگون مین سحر کو یہی رنگ پسند
ماتم شاہ شہیدان مین سیہ پوش رہے

۱۲

کیا ستم کرتے نہین اسکے زنانی والے
ناز بیجا بہی اوٹہاتی ہین اوٹہانیوالے

ہجر مین نیند کہان وصل مین سونا کیسا
حضرت عشق مین آنکہونکے جگانیوالے

قامت یار کو طوبی سے بتاتی ہین بلند
کیا بڑہاتی ہین حقیقت مین بڑہانیوالے

سب ہیں کوٹھی پہ شب ماہ میں اک یار نہیں
آج پھر پھر کے نہیں دیکھنے جانے والے

پہلے یہ طفل حسین کرتی ہیں استاد کشی
آپ سیکھیں گے کسی پر سکھانے والے

ہم شب وصل کی جاگی ہوئے سوتے بھی ہیں
کون ہوتے ہیں سرافیل جگانے والے

مر گئے ہم تو بلا سے نہ کرو غم نہ کرو
تم سلامت رہو دیوانہ بنانے والے

ساقیا دیتا ہی کیا ایک پیالی میں شراب
ایسے کم ظرف نہیں خم کے چڑھانے والے

عین حمیت میں بھی لاثانی ہم غضب کے ڈرے
کیا یہ دل نہیں بجلی کی گرانے والے

ای خضر اپنی بلا اللہ کی ہم پیروں نیا
راہ ظلمات میں ٹھوکر نہیں کھانے والے

اپنی صحبت میں دہلا کرتی ہی دیر ابتر سراب
بارہا بارہی کئی ساقی ہیں پلانے والے

کم ہیں معشوق سی کیا عاشق معشوق مزاج
اور ہونگے نہ کوئی ناز اٹھانے والے

توبہ کی ہی تو شراب آپ سی پینے کی نہیں
منتیں کر کی پلا لیں گے پلانے والے

۱۷۷

سچ یاران گذشتہ کا سحر ناحق ہے
وہ نہ آئیں گے تو کیا ہم نہیں جانے والے

۱۴

معشوقوں کی برعکس ہی ہر بات سحر کی
وہ شام کی پوچھیں تو یہ کہتا ہی سحر کی

کوٹھے پہ چڑھا پایا اثر نالۂ دل سے
ہم آئی لگی ہیں یہ سمجھیں کسے نے خبر کے

مقبول نماز اپنی ہو کیا عشق صنم میں
سجدے میں بھی آگئی ہی وہ تصویر سر کی

فرماتے ہیں یوں بیٹھا کریں ان سیم تنوں کو
کافر ہوا گر اور تمنا بھی ہو زر کی

عالم کا مرقع نہ کرو آب رسیدہ
تصویر نہ کھنچواؤ مرے دیدۂ تر کی

قسمت میں جو ہی ہی تو پھر کیف ملیگی
کیا فائدہ منتی سی ملاقات اگر کی

یاد آئی ہیں گور کی تنہائی کی گرمی
ٹٹی جو نئی خس کی بنی آنکھ کو تنہی تر کی

آنکھوں کی لڑائی میں ہوں رہ گئیں دو ہونٹ
بڑھ کر نظر بانے نے تلوار کمر کی

چرخ کجرو نے بھی سیکھی ہین آئین کی چالین
صورت نقش قدم ہمکو شمار رکھا ہے

جستجو جسکی ہی وہ ہی رگ گردن سی قریب
دور کیون جانے لگے کعبہ مین کیا رکھا ہے

کہین ایسا تو نہو میری طرح تم بہی پشیمان ہو
زلف پیچان کو بہت سر پہ چڑہا رکھا ہے

بعد مرنیکے بہی ہی بوی محبت باقی
مرے پہولون مین دوپٹے کو بسا رکھا ہے

گہر یہ کیا گور مین بہی چین سی سونا نہ ملا
یار نے فتنۂ محشر کو جگا رکھا ہے

حشر مین حشر قیامت مین قیامت ہو گی
فیصلہ اپنا اوسی دن پہ اوٹھا رکھا ہے

دور مین جام سے محروم رہے جاتی ہین
چشم مخمور نے نظرونسے گرا رکھا ہے

جوش وحشت مین ارادہ ہی اوٹھادن تختہ
شور سی سر پہ بیابان کو اوٹھا رکھا ہے

مصرع لب ہے کھلا گو نہ دہن کا مضمون
شعر استاد کا ہے کچھ تو فزا رکھا ہے

صاف ہو قلب اگر روح کا عالم ہو جائے
خاک مین دل کی کدورت نے ملا رکھا ہے

جانتا تھا کہ یہ ہے زلف کی آزادگین
تسمہ اسواسطے قاتل نے لگا رکھا ہے

جام ساقی سی ابھی تک نہین ملنی پایا
ساز پہلے ہی سی مطرب نے ملا رکھا ہے

ارتجہ پیچین کیا ہے دل نالان نے بہت
رات سے سارے محلے کو جگا رکھا ہے

ہو چکا حشر نہ پوچھے گئے ہم دیوانے
حق تعالی نے ابھی تک تو بچا رکھا ہے

ایسی غزلون کو مخمس کی نہین کچھ حاجت
کونسا لطف ہی جو ہمنے اوٹھا رکھا ہے

۱۹۲

آدمیت سے گذر جاؤگے پاؤگے سحر
اک پر بیڑا اوسنے دیوانہ بنا رکھا ہے

۵

ایک ہو برابر الفت کا کل ضرور ہے
جہوٹون ملون نہ اوس سے توصل ضرور ہے

سودا ابھی روحی یار سے دعوی ہمسری
آئی بہار فصد رگ گل ضرور ہے

ای محتسب صلاح نہین ترک شراب کی
قسم گزک سی کچھ تو تناول ضرور ہے

۱۸۷ ۴

کمل میں ہم بھی اپنے بسر کرتے ہیں سحر
شوکت کی جیسی ایک نمد میں گذر گئی

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہے
یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے
کہو روح جسے نکلے قالب سے جلد
اگر رنج دنیا کا جھیلے رہے
وہاں سب کی بگڑی اور ترتی رہی
سروں پر یہ بالوں کے سیلے رہے
نہ پوچھو ملاقات کیونکر بنے
ہزاروں طرح کے جھمیلے رہے
کرے ہیں ستم اونکی نکالا ہمیں
رہے جب تلک جی پہ کھیلے رہے

۱۸۸ ۵

سحر زندگی تلخ ہو جائے گی
یہی دن جو گزرے کھیلے رہے

نشہ کی سرخی کو زیبا ہیں وہ انکھیں نور کی
لال یاقوتی کو ڈبیا چاہیے بلور کی
کوٹھی پر رکھی ہے تصویر اوس سراپا نور کی
زیر پائے ہستی عمران ہے چوٹی طور کی
اپنے ہاتھوں سے اگر کھینچے مرا ساقی تو آ
زاہدان شہر پیتیں قتیاں انگور کے
مسکرا کر وصل میں جب انکھیں جیسی یار
موج خندہ نے لگے زنجیر موتی چور کی

رباعیات ۲۶

ہے شباہت شعر میں اپنی نہ کیونکر اے سحر
مدتوں صحبت اوٹھائی ناسخ مغفور کی

رباعیات

۱

بازرق فقط آسودہ کو کیا دیتا ہے
جو جو کہا ہوا اوسکو کھلا دیتا ہے
کیوں سختی ایام سے ڈرتے ہو سحر
پتھر کے بھی کیڑے کو خدا دیتا ہے

ولہ

ترکی سے لیے کون عزیزوں نے لڑے
جیتے ہیں سدا اور ہیں خاک بسر پڑے

باپ آج مرا بیٹے کو کل مرتا ہے
دو دن کے لیے کون بکھیڑے مین پڑے

ولہ

اے اہل وطن تمسے وطن چھٹتا ہے
افسوس کہ روح سے بدن چھٹتا ہے
چھٹتا ہے سحر سے آتش باغ اس سا وطن
بلبل سے بہار مین چمن چھٹتا ہے

ولہ

رنگ اور جما کسی کا پرے چھو سے
جو سر ہی بچے اپنے سے کے چھوٹے
دل ہار کے ہر چند اوٹھے محفل سے
پھر بھی یہ کہو کہ ہم گئے کد سے چھوٹے

ولہ

اف کرتے نہین جو عاشق کامل ہین
سو طرح کے جان پہ غضب نازل ہین
سینے کو بنا دیا ہے تودہ تیر
کیون ہی نہ کہو کے یہ ہمارے دل ہین

ولہ

ناعمم اسیرون سے پڑا ہے پالا
ہر دم کی خوشامد نے غضب مین ڈالا
یہ آپ تو کہا این تحسین کیا دینگے تمکو
رزاق کوئی اور ہے دینے والا

ولہ

کل سے بھی زیادہ آج ہے ہم ہیکو احتیاج
کیا خوب کیا ہمارے وحشت کا علاج
بالفرض رقیب سب ہین اہل مقدور
بندہ بھی تو اس قدر نہین ہی محتاج

ولہ

کیا کہیے کہ بے تمہارے کیا کرتے ہین
فریاد و نالہ و بکا کرتے ہین
کیا پوچھتے ہو مزاج اقدس کا حال
جیتے ہین شکر ہے دعا کرتے ہین

ولہ

ولہ ۱۶

رنجو سنگے محرم میں جو افزونی ہے — اس شہر میں دیکھو برکت دو دلی ہے

ان روز روضہ یہاں لاثانی میں شبیہ حسین — آباد ہے ہند کربلا سونی ہے

ولہ ۱۷

معلوم نہ کچھ ہوا محرم افسوس — اچھی طرح سے نہ کرنے پائے ماتم افسوس

تاریخ کی اختلاف کی ہمیں قتل کیا — دس دن میں بھی ایک روز ہوا کم افسوس

ولہ ۱۸

یہ نور محرم میں ہے سارا عالم — جو جھاڑ ہے قندیل فلک سے بہتر

کثرت سے ہے یہی روشنی کی روشن سب پر — از روز ہمیں خاموش ہوئی شمع حرم

ولہ ۱۹

زاہد یہ عبادات ریائی ہے گناہ — ماتھے کو یہ رگڑا ہے کہ گھسنے لگے

لوگوں کے دکھانے کو نمازیں پڑھنا — لاحول ولا قوت الا باللہ

ولہ ۲۰

کہتے ہیں حرم ظالموں نے لوٹا ہے — پردیس میں فرزند نبی چھوٹا ہے

بے مہری دوران نے بڑا داغ دیا — اسی ماہ عرب ہم پہ فلک ٹوٹا ہے

ولہ ۲۱

شہ رن میں پکارتے تھے بھائی بھائی — پانی پہ ہوئی کسے لڑائی بھائی

عباس ہوئے غریق آب آہن — ننھے شیر جو دریا کے ترائی بھائی

ولہ ۲۲

جوش رو دیئے زہر کا جگر ہوتا ہے — بے فائدہ رونے سے سحر ہوتا ہے

بنتا ہے یہاں خونکا قطرہ آنسو | لیتا ہے وہاں قصر گہر ہوتا ہے

ولہ ۲۳

کیا رتبہ حسینؑ کا ہے اے رب ودود | رحمت کا نزول ہے عزیزونکا ورود
وا رہتے ہیں ابواب جنان دس دن تک | دوزخ کی بھی ہو جاتی ہیں رستی مسدود

ولہ ۲۴

شیعوں سکے یہ رتبے ہیں ہونیوالے | پائینگے جنان جان سے کھونیوالے
بڑھ جائیگی آبرو خدا کے نزدیک | محشر میں ہنسینگے شہ کے رونیوالے

ولہ ۲۵

کب ہند سے کربلا کو رحلت ہوگی | قسمت میں اگر یہی تو زیارت ہوگی
رہ رہ کے سحر مجھکو یہ آتا ہے خیال | شبیر کے کیا نور کی صورت ہوگی

ولہ ۲۶

سچ ہے نہ کہو کہ قول شاعر ہوگا | دیکھیگا وہ آپ جو بصیر ہوگا
قرآن میں ہی گو کہ ذکر صابر ایوب | دنیا میں حسینؑ سا نہ صابر ہوگا

ولہ ۲۷

کب غم سے نجات بندہ پرور ہوگی | اس نور سے قبر کب منور ہوگی
ہر چند کہ مٹجائیگا نقشا اپنا | مولا کے زیارت تو میسر ہوگی

ولہ ۲۸

اعجاز سے ہیں تمام عالم میں حسینؑ | خود ہوتے ہیں ہر مجلس ماتم میں حسینؑ
حسرت نہ رہی خوب سا شیعو رو لو | دس روز کے مہمان ہیں محرم میں حسینؑ

ولہ ۲۹

بی مثل ہو لا جواب ہو ایسے ہو — ہو اور بھی کوئی تو کہو کون ویسے ہو
ہم خوب یقین سمجھے ہوئی ہین امین — صاحب ہو بہت خوب یا غرض جیسے ہو

مخمسات منقبت

ہر ایک یا ورد کی ہی جہان مین روا علی — مشکل مین کام آتا ہی مشکل کشا علی
شیعون کا مقتدا ہی علی پیشوا علی — لاریب ہی وصی رسول خدا علی
مثل نبی سے بعد نبی رہنما علی

بیمثل ہی دیار عرب مین نہین جواب — برحق کہ شہر علم نبی کا علی ہی باب
ہین مومنون مین یہ لقب خاص انتخاب — شیر خدا امیر عرب شاہ بوتراب
خیبر شکن امام زمن مرتضیٰ علی

طاقت ہو دو لکو نام سے ایسا امام ہے — گویا وہ گنگ ہی جسی امین کلام ہے
سامع پہ اوسکے فرض درود و سلام ہے — سچ ہی عصای پیر و جوان وہ نام ہے
گرنے نہ دے سنبھالے جو کہا مرتضیٰ علی

بھائی کسی نبی کی علی سی کہین بہی تہے — شاگرد ایک آپ کے روح الامین ہی تہے
مد نظر نبی کی دم آخرین بہی تہے — بھائی بہی تہی قریب بہی تہی جانشین بہی تہے
داماد بہی رسول کی تہے مرتضیٰ علی

ایسا جہان مین اہل کرامات کون تہا — ایسا جہان مین صاحب طاعات کون تہا
ایسا جہان مین محو عبادات کون تہا — ایسا جہان مین تارک لذات کون تہا
کہاتے تہے کچھ نہ نان جوین کے سوا علی

چٹکی سے پہینکا کلہ اژدر کو پہاڑ کے — انسان کیا کہ دیو کو چہوڑا پچہاڑ کے
بدر و احد مین کیسے لڑے پاؤن گاڑ کے — خندق پہ رکھدیا در خیبر اوکہاڑ کے

فانوسون مین نور کرتے تھے بی انتہا علی

رنگین ہے بن پہ ہی شہ قدسی سرشت کا — اور ٹھاٹھ ہی رنگ موسم اردی بہشت کا
ایمان لائے دیکھکے مالک کنشت کا — جبریل لائے خلد سے حلہ بہشت کا
پہنے اگر حریر جنان کی قبا علی

بعد از نماز ہی دعا یہ صبح و شام — مولا مرے بدل ہی تمھارے آپ کا غلام
سن لو طفیل سید مظلوم یا امام — بر آئین مطلب اس دل بیتاب کی تمام
مولا ہی نام آپکا مشکل کشا علی

مخمس منقبت

بزم آرا ہین صحب شیر خدای پاک کے — آدمی کیا آتی ہین ساری ملائک افلاک کے
اطلس گردون بچھے لیے بساط خاک کے — وصف کرتا ہون وزیر حضرت لولاک کے
نردبان عرش کا محفل مین منبر چاہیے

تیری الفت ہی پیمبر کی برابر چاہیے — قلب مین اہل صفا کے نور داور چاہیے
ای وصی مصطفے تجھکو نہ کیونکر چاہیے — دل مین ہر مومن کے یا مولا ترا گھر چاہیے
یہ جو کعبہ ہی تو اسمین جا ہی حیدر چاہیے

کعبہ مقصود ہی بیشک علی مرتضے — رات دن اپنا سخن تکیہ ہی یا مشکل کشا
دولت ایمان کی آگی حشمت دنیا ہی کیا — بادشاہون کو مبارک سایہ بال ہما
اپنے سر کو سایہ دامان حیدر چاہیے

ہین یہ زیبا بادشاہ انبیا کے ہم گدا — جم سے کیخسرو سے دارا سے سوا ہی مرتبا
تخت شاہی سے ہین بہتر ہی اپنا بوریا — بادشاہون کو مبارک سایہ بال ہما
اپنے سر پر سایہ دامان حیدر چاہیے

سولہ حیدر بنا ہی خالق اکبر کا گھر | پاؤن نبی جا پائی دوش احمد مختار پر
سے لے انکو چھٹے چرخ پر حضرت سی بنکر شیر نر | رتبۂ عالی علی مرتضی کا دیکھہ کر

ہر زبان پر نعرۂ اللہ اکبر چاہیے

بادشاہی ہو کسی کو لی شاہ والا کم نہین | جز غم شاہ شہیدان اور کوئی غم نہین
باخدا عشرت کی بہی طالب ہون نہین نام نہین | احتیاج ساغر فغفور و جام جم نہین

جام کوثر مجھکو یا ساقی کوثر چاہیے

ہے سر قرآن کوئی جز ذات حق محرم نہین | عرش اعلی سی زمین قبر والا کم نہین
تشنگی حشر کے دہشت سی دم بہر کم نہین | احتیاج ساغر فغفور و جام جم نہین

جام کوثر مجھکو یا ساقی کوثر چاہیے

یا علی تیری زیارت کا نہین طالب ہے کون | مشک آہوی کرامت کا نہین طالب ہی کون
یا علی تیری عنایت کا نہین طالب ہی کون | عنبر دریای رحمت کا نہین طالب ہی کون

ہر غلام مرتضی کو حب قنبر چاہیے

حب حیدر ہے وہ ہستی جس سی کہ بیڑا پار ہے | آشنای مردمان دہر سے بیکار ہے
غیر سی طالب دعا ہون مجھی انکار ہے | بار احسان علی مرتضی درکار ہے

بحر عالم مین ہماری کشتی کو لنگر چاہیے

وصف مرتضی تیغ سی کافر کا کر | رستم دستان شہ زال ناتوان پیش نظر
وہ نہ وہ وہ ادنی غلامون مین ہے طاقت استقدر | ہی جوان حیدری مین زور حیدر کا اثر

خانۂ اعدای دین کو باب خیبر چاہیے

ہم سحر کس طرح ہین بارہ اماموں کی غلام | رات دن ورد زبان رہتے ہین اقاونکی نام
عشقبازی سی محب پنجتن کو کیا ہی کام | الفت معشوق سی لازم ہی نبھانا

مومنوں کو الفت آل پیمبر چاہیے

مخمس بر غزل مرزا سلیم ۳

بہت بری ہی محبت کے ای حباب افتاد
لگا جو بر رخ ساقی بی حجاب افتاد
شکست توبہ گری ہی یہ وہ خراب افتاد
ز دست تخت دل و در پیے شراب افتاد
فغان کہ مہر سلیمان ز کف در آب افتاد

جہان مین کوئی ہوگا تسا ہی چھپا
اس آج کل نی تری مارا ہمکو قتل کیا
جو ہرن کو دن کہو سمجھون مین اسکے مجد
بوعدہ کار فتادہ است عاشقان ترا
گذار قافلہ تشنہ بر سراب افتاد

شب وصال ہی کوئی نہین ہی نامحرم
چھوئیگا کون بھلا کس مین اب ہی باقی دم
نہ ہو پسینے پسینے نہ دی خدا کی قسم
رخ تو از عرق شرم می برد ہوشم
لطیف تر بود آن گل کہ در گلاب افتاد

برائی عاشقون مین ہماری کیا ہی ستم
تھی ایک آتش کے مہمان کیا فلک نی حسد
مرین فراق مین یا جان دین کہی یہ بید
گذشت ہجر مین تا وصال او چہ کند
چراغ صبح ہم در کارم آفتاب افتاد

خدا گواہ ہی نہ صدمہ وطن سی چھٹنے کا
سمجھ تہ ہو لیگا مرنا سلیم کا کہتا
کہ کا جور مین اسکا مزہ ہمی چکھا
سلیم ہست جگر خوار خورد خون مرا
چہ روز بود کہ در اسم باین خراب افتاد

مخمس ۴

جسم مین رنگین ادا سیلا ہی قیصر باغ مین
سامنا سلطان عالم کا سہے قیصر باغ مین
ہر روش پر نور کا جلسا ہی قیصر باغ مین
سب کو اپنی رنگ پر کھینچا ہی قیصر باغ مین

مرغ ہو سیتا ہی اسوقت ہوا ہی خجل | دل یہ کہتا ہی یہان سے ابہی جاتے کہیں ٹل

(۹) لو بلا ہو گیا ہے جو جاتا ہے قیصر باغ مین

دیکھکر نرگس مین پانی جو یہ چرخ نیلی زرد رو ہے | ٹھنڈی سانسین لے رہا ہی کہ جم اسمر گئے

حادثے ہین سلطان عالم کی یہ جلسا دیکھے | دیکھنا بادل کو دل بادل کی آمد کر گئے

(۱۰) ابر کیسا کیا جہومتا آتا ہی قیصر باغ مین

سبزہ رنگ کا و خیرہ مجمع اہل سخن | اپنی اور یہ شعر خود پڑھتا ہے یار گلبدن

آنکھین ہین بادام لب عناب ہین پستہ دہن | اک درخت اور انہی میوی کیون [illegible] چمن

(۱۱) [illegible] ہی یا شجرت طوبی ہی قیصر باغ مین

سامنا اس باغ مین ہوون جو ہر خضر کا ہی | بوٹیان اکسیر کی ہین یہ اثر خضر کا ہے

ورود مرغان چمن ہر شعر تہ حضرت کا ہی | تو عروسان چمن کی دل مین گہر خضر کا ہے

(۱۲) واہ کیا کیا نور کا گہرا ہی قیصر باغ مین

خوب نظر مین ہین نری ہی آنکہہ معشوق کی | پتی پتی پہ گڑی ہی آنکہہ معشوق کی

ہر سکوفی سی لڑی ہی آنکہہ معشوق کی | تو نہالون پر پڑی ہی آنکہہ معشوق کی

(۱۳) ہر شجر نرگس کا گلدستہ قیصر باغ مین

دیکھیں کیا غرلت نشین ہر قسمت مین سہی | کیجیئے غیبت کسی کی اپنی عادت مین نہ تہا

رہ سکتی شیوہ ہی کج بحثی طبیعت مین سہی | اسمین ہی جو بات ہر گز اپنی خصلت مین نہ تہا

(۱۴) کہنے دو کہتا ہی واعظ کیا ہی [illegible] باغ مین

باغ کی وسعت تو دیکھو جمع سارا شہر ہے | گلشن فردوس اسے کہیے کہ باغ دہر ہے

آنکہہ پتھرون پہ پھسلتی ہی صفائی قہر ہی | سینے کو سنگ مرمر کی صفا [illegible] ہے

(۱۵) کوثر و تسنیم کا نقشا ہی قیصر باغ مین
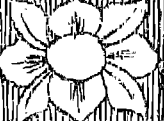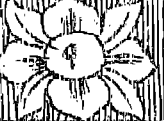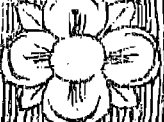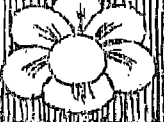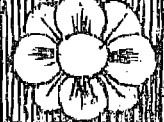
شہر پر کیس برق وش سانی اکی چھیڑ رہی ملار
آسمان کا عکس ہی پانی میں یا ابر بہار
ہی زبان صبح پہ ہر دم یہ شعر آبدار
ساقیا تجھکو مبارک ہو یہ بطی کا شکار

شہر کا سبزہ کو بہی اک ریا ہی قیصر باغ مین

صورت سبزہ لب جو علم لگی ہین بیشمار
ہین ہزاری نور کے ایک ایک علم مین چار چار
شعلہ آواز سی روشن ہی چوبک پیش یار
آگ پانی مین لگا دیگی صنعت آشکار

چشمہ خورشید کا جلوا ہی قیصر باغ مین

ای سحر بعد از نماز اپنی دعا ہی صبح و شام
جان عالم ہین حقیقت مین خدا رکھے یہ نام
سیر کرنیکو غریبون کی دیا ہی حکم عام
شعر پڑھتے پھرتے ہین نگین بیان رنگین کلام

ہر چمن مین ڈھیر پھولون کا ہی قیصر باغ مین

خوش ہین سلطان عالم یہ چمن پھولی پھلے
ہر برس سیرین کرین ہم یہ چمن پھولی پھلی
جمع ہون یکرنگ باہم یہ چمن پھولی پھلے
کہتی ہین پریان بہی جم جم یہ چمن پھولی پھلے

کیا اکھاڑا راجہ اندر کا ہی قیصر باغ مین

مخمس ۵

دیکھو بہار حسن خداداد باغ مین
کیا سرو قد کھڑے ہین یہ شمشاد باغ مین
خیمہ بہی ہی سحاب کا استاد باغ مین
پھرتے ہین صنوبر و شمشاد باغ مین

شاید حضور آئی ہین سجاد باغ مین

لالی کی پلٹنین ہین برابر سجے ہوئی
وردی سیاہ و سرخ نئی قطع کی ہوئی
سورج ہوا کی ہاتہون مین کرچین لئی ہوئی
غنچون کی زلفین لیس طرہ قی چڑھے ہوئی

لہوسے نشان سوسن آزاد باغ مین

ہر گل ہوا کی گھوڑی پہ ہی آج کل سوار
آگے پری کی ابلق ایام پہ سہار

ہر گل نے اپنی رنگ سے یہ سر رنگ سا یادگار — کیونکر نہ شاد ہو کی بجا ہی طرب ہزار
ہین خانہ زاد مرغ چمن شاد باغ مین

گلگشت کو فقط نہین آئی ہین کچہ حضور — اک ذات خاص سی متعلق ہین سو امور
جو رو جفا کی گل کو سزا دینی ہی ضرور — گلدستی مین بندہے گا کیا ہی بڑا قصور
اک مشت پر پہ اور یہ بیداد باغ مین

ایسا ہی کوئی کرتا ہی یار آشنا کی ساتھہ — گذری بہار عمر اسی بی وفا کے ساتھہ
باغ جہان مین لایا کہا انسی لگا کی ساتھہ — اولٹی چہری سی ذبح کیا کس ادا کی ساتھہ
سنتا کہ کون سنتا ہی فریاد باغ مین

جو کچہ کہ ان گلون پہ ستم ہون عجب نہین — چلتے ہنسیے مین اوتی ہی غم ہون عجب نہین
انصاف یہ کتب مین رقم ہون عجب نہین — گلچین کے دونون ہاتھہ قلم ہون عجب نہین
سن لی ہی عندلیب کی فریاد باغ مین

نرگس کا طوق سرو کو پہنایا جائے گا — گردن مین ہاتھہ دی کی یہ دوڑایا جائے گا
صیاد آج قید مین بٹھلایا جائے گا — سنبل کا گیسو الجھا ہی سلجھایا جائے گا
نالان بہت ہین مرغ چمن زاد باغ مین

جیسی نفس چلا ہی غنیمت ہی اسکا دم — جھونکون سی جان آئی درختون مین یکقلم
کہتا ہون رات مصحف گل کی قسم — نکلی کہنک کے بچہ طاوس صبح دم
رکہدو جوشش کو بیضہ فولاد باغ مین

شوخی سی ہی اتو ٹپکتا ہی پڑتا ہی رنگ گل — وقت خرام جیسے چہلکتا ہی جام مل
کیا بلبلون نی صحن تلی کا کیا ہے غل — تصویر یار کی ورق گل مین جزو کل +
ہی ہر چمن مرقع بہزاد باغ مین

پھیلا ہی نونہالون کا اندر ہی اژدہام
گل کا کٹورا بجتا ہی رہتا ہی صبح و شام
شادی کی گھر مین ہوتی ہی جس طرح دھوم دھام
کھینچا ہی نقشا گلشن ایجاد کا تمام

کیا کیا ہین بیل پری کی ایجاد باغ مین

جھولی پہ لطف دیتی ہی ہنس ہنس کے پیار کیا
آئین کی کیا گمک ہی صدا ہی ستار کیا
اک پتی و شاخ نے چھیڑا ہی آکر ملار کیا
آتا ہی جھوم جھوم کے ابر بہار کیا

اندر سبھا کے تخت پری زاد باغ مین
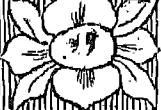
انداز نونہالون مین کیا دلبری کی ہین
شمشاد کی جو طرے ہین گیسو پری کی ہین
گل سب سجی ہین کنٹھی کہ باغ پری کی ہین
انداز اپسرا مین چنبیا گری کی ہین

بلبل کی کون سنتا ہی فریاد باغ مین

ڈنٹھل پہ پیارا سوسن ہی ایسا جما ہوا
گل کا پیالا بجتا ہی دورا پھول کا
شمشاد جھومتی ہین لب حوض جا بجا
پیتا ہی سرو کونے مین لے اوڑ رہا

سو بار پڑھ چکی ہی یہ افتاد باغ مین

ابتک تو ایسا باغ یقین ہی بنا نہ ہو
زاہد کا سبز باغ بھی ایسا ہو یا نہ ہو
اک بات مین کہون جو تو زاہد خفا نہ ہو
وہ دوزخ ہی وہ بہشت جہان آشنا نہ ہو

ہر نخل ہی یہان تو پری زاد باغ مین

غنچون کا مسکرانا وہ بلبل کی چہچہے
گل سننے کی لیے ہمہ تن گوش ہو رہے
نقشہ مین تاک اینڈ رہی ہین گھڑی گھڑی
منہ آپکا آئینے مین دیکھ دیکھ کے

تلتے ہین سرو اکڑتے ہین شمشاد باغ مین

ہر سرو یار کے قد بالا سے بڑھ گیا
میدان جیتا خضر سیما سے بڑھ گیا
سنبل چمن کا زلف چلیپا سی بڑھ گیا
شمشاد جو چلا تو وہ طوبا سی بڑھ گیا

(١٧) کیا بہت پڑا ہی حسن خداداد باغ مین

کیلے کی جا بہار مین گاتی ہین باغبان | پہولا پہلا رہی یہ چمن زیر آسمان
سبزی کو شغل خضر ملی عمر جاودان | پہرے یہ حکم یہ ہے آئی اگر خزان

(١٨) جانی نہ پاوی صورت شداد باغ مین

آئی بہار ایسی مبارک ہوای سحر | باغ جہان مین نخل تمنا ہو بارور
نخل مراد مین سے آیا کرین ثمر | سر سبز یہ چمن سے گل اسکا [illegible]

(١٩) دن رات چہچہے رہین سجاد باغ مین

اک رنگ خاص ہی کہ وہ اپنی صحن مین ہے | مشہور دور دور ہوا مسکن وطن [illegible]
فانوس مین یہ شمع ہی نور انجمن مین ہے | بلبل کے چہچہے کا ٹکا فٹ چمن [illegible]

نواب تاجدار کرین یاد باغ مین

واسوخت اول

اب ولیسی رنج اوٹھانیکی طاقت نہین رہی | تحلیل روح ہو گئی حالت نہین رہی
وہ ولولی وہ جوش وہ وحشت نہین رہی | وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی

(٢) آہین بہی سینچی کہینچے تو یہان کچھ اثر نہین
آگے جو پیار کرتے تھے آپ وہ سحر نہین

کپڑے بہی گیروی نہین رنگا درہ ہو گیا | وہ دن نہین کچھ مزاج کا [illegible] ہو گیا
سونیکا وقت اور پلنگ اوڑ ہو گیا | آزاد تہا فقیر [illegible] ہو گیا

(٣) بیڑی ہمارے پاون کی شکر خدا کٹی
قید فرنگ عشق سے چھوٹی بلا کٹی

شکر خدا کہ تھوڑا ابہی سنبھال سے | [illegible] مزاج ہی نہ طبیعت [illegible]

نازک بہت ہے شیشۂ دل ٹوٹ جائیگا — سینے میں ایک آبلہ ہے پھوٹ جائیگا

١٣

کچھ بھی ہوا صدمے جدائی کے کیسے تھے
ویسی ہی ہیں خدا کی عنایت جیسے تھے

وحشت وہ اب نہیں ہے کہیں لا کے کہئیو — اشکوں سے ہے بگڑ گئی گل داغ جنوں پہ اوس سا
کہتے تھے نہ جائیگا شوق کنار و بوس — کمرا اک اور تاک لیا آپ کے پڑوس سا

١٥

نقشے جمے ہیں دل پہ تیرے نقش ہی ہیں
آپ دلکشا ہی ہیں فرح بخش ہی وہی

اوٹھنے کو جی نہ چاہا وہ صحبت ہی اندنوں — گھر میں ایک چاند کی صورت ہے اندنوں
چھٹی ہوئی قدیم محبت سے اندنوں — بی گنتی بوسی لو یہ اجازت ہے اندنوں

١٦

کیا چاندنی ہے کوٹھے کے اوپر پلنگ ہے
پیکر شراب سے لیٹے ہیں کچھ اور ڈھنگ ہے

قابل ہیں سننے کے شب وصلت کی گفتگو — باتیں غضب کی اور ہی رغبت کی گفتگو
آشوب ہی عشق و محبت کی گفتگو — دل پہ ہی نقش آج کی صحبت کی گفتگو

١٧

میں کہہ رہا ہوں پیار سے جنت کی حور ہو
ملتا ہے یہ جواب کہ سونے دو دور ہو

باتیں غضب کی یاد ہیں نظروں میں غمزے کی ہیں — یہ لوگ اس نا تجربے ہیں اور ٹھٹھے کے ہیں
پھر دل عزیز کیوں نہ ہوں معشوق کے ہیں — بانی مبانی محفل عیش و طرب کے ہیں

١٨

ہر دم رہیگا وصل یہ ثابت ہے ناز سے
نازک یہ ہیں اوتر نہیں سکتے پلنگ سے

پریاں نہ ہوں گی قاف میں ایسی نازنین ہیں — واللہ آدمی تو نہایت حسین ہے

تمکو نہین ہی رنج تو ہمکو بہی غم نہین — وہ ڈہی پڑے ہین اور کوئی ادہین ہم نہین

(۳۴)
جو ہون گرے پڑے وہی گہر مین پڑے رہین
شامت ہماری ہم جو گلی مین کہڑے رہین

ان ٹہنڈی گرمیون سے ہی نفرت الگ الگ — سہتے ہی حور گلشن جنت الگ الگ
ہر چاہنے کی کچہ نہین صحبت الگ الگ — ہر ایک سے ہی طرز محبت الگ الگ

(۳۵)
ہمکو کسی طرح یہ دو عملا نہ بہائے گا
کیتا جو کوئی ہوگا وہ کاہے کو آئے گا

یارون کی ایک سے ہی حکمت نہی کہا انکا عشق — پیری مین بہی ہوا ہی کہین نوجوان کا عشق
وارفتہ کر چکا ہے سرو روان کا عشق — دنیا کا یون تو شوق ہی سارے جہان کا عشق

(۳۶)
پابند آدمی نہ مقید ہی اسکے ہین
اچہا مکان ہی ہو تو عاشق اسی کی ہین

عدسی سوا کہہ ایسی طبیعت نہ آئی تہی — پہلے ہمین سفر یہ صحبت نہ آئی تہی
قامت کی عشق مین تو قیامت آئی تہی — بیمار ہجر کی اوٹہی تہی طاقت نہ آئی تہی

(۳۷)
انسان ہی تو ہی کبہی ایسا بہی ہوتا ہے
قصہ مین بہی کہلتی ہین کبہی سودا بہی ہوتا ہے

فرہاد کا نہ نام لو قرآن درمیان — شیرین سے بہی زیادہ ہی شیرین زبان
پتہر ہوا رہے گے وہی ڈہونسے خدا کی شان — قربان ایسے عشق کے کیسا امتحان

(۳۸)
خود بہی ذلیل عاشق غمخوار بہی ذلیل
گل بہی ذلیل بلبل گلزار بہی ذلیل

ہمسا لو آہ کی تمہین ملنا محال ہے — سچا ہی اوسکا جو سرپر وبال ہے

صورت کا ایک رنگ رہی کیا مجال ہے ۔ ہر آفتاب حسن کو آخر زوال ہے

ادنا بھی ہو تو آپ سے بہتر ہے چاہیے
ذرہ بھی ہو تو مہر منور سے چاہیے

اب کیا بہت دنون سے طبیعت اوچاٹ ہے ۔ تلخی مرگ آج کل اونیون کی چاٹ ہے
کشتی عمر تیغ تغافل کے گھاٹ ہے ۔ تمسے جدا کیا ہمین کیا خوب کاٹ ہے

دشمن ہوا کہ جان کے تم دوست کسکے ہو
تلوار ہو اوسی کی ہو جو قبضے مین جسکے ہو

اک دن وہ تھا کہ رہتے تھے آٹھون پہر بہم ۔ منہ دیکھنے کو اوٹھتے تھے وقت سحر بہم
خاطر بطرف تھا گھر مین تمہارے سحر بہم ۔ اندھیر ہی کہ اب نہین آتے نظر بہم

جاگے جو وصل یار مین تقدیر سو گئے
اپنی تو ہر طرح سے غرض صبح ہو گئے

واسوخت دوم

نالہ مین دم ہی بہت عشق سے جی ہارا ہی ۔ زندگی تلخ ہی اب روح سے بیزاری ہے
نام لیتے تھی جسکا وہی بیماری ہے ۔ سیکڑون اسمین گئی اب کی مری باری ہے
سخت بیمار ہون یہ سال مجھی بھاری ہے ۔ لکھنو چھوٹتا ہی کوچ کی طیاری ہے

وقت آنست کزین وار فنا در گذریم
کاروان رفتہ و ما نیز براہ سفریم

ناصح بے پیر شام مجھی کوئی دوا راس نہین ۔ نکلے نکلتے ہین لیکن تری بو باس نہین
میرے سب جلنے سے رنجین کسی پاس نہین ۔ طاقت اوٹھنے کی نہین جو کہ نہین ساس نہین
سب سے نفرت ہی کوئی آس نہین یاس نہین ۔ کیا تعجب ہی کہ تجھکو بھی مرا پاس نہین

٧

شرح و ربانہ کی خود کہ تقریر کنم
عاشقم چارہ من چیست چہ تدبیر کنم

ہجر میں بن ٹھن پڑتی ہی کوئی بات مجھے — وصل کا دھیان رہا کرتا ہی دن رات مجھے
ہر مہینا مرے رونے سے ہی برسات مجھے — دی خالق نے عجب طرح کی اوقات مجھے
سب تکلف نظر آتی ہیں خرافات مجھے — وصل ہونے کی بتاؤ تو کوئی گھات مجھے

٨

دردی ہست کہ حیرانم و تدبیرم نیست
عاشق بی سر و سامانم و تدبیرم نیست

رات فرقت کی نہ دیکھی تھی کبھی آج تلک — رو کی کاٹی نہ تھی ایک ایک گھڑی آج تلک
نہ لگائی تھی یہ ساون کی جھڑی آج تلک — نہ سہی تھی یہ بلا اتنی کڑی آج تلک
سینے کھائی تھی یہ پلکوں کی چھری آج تلک — یہ مصیبت نہ تھی واللہ پڑی آج تلک

٩

آنچہ کردی تو بمن ہیچ ستمگار نکرد
ہیچ سنگین دل و بیدادگر این کار نکرد

کب تلک تجھ سے جدا رات دن رنجور رہوں — کب تلک ظلم سہوں چپ رہوں مجبور رہوں
کب تلک عاشق مہجور میں آپکی مشہور رہوں — کب تلک خالی محبت میں بھلا چور رہوں
کب تلک وصل کی امید میں مسرور رہوں — کب تلک پاس رہیں غیر میں یاں دور رہوں

١٠

شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

تیری محبت میں خوشی کو کبھی بار نہ تھا — تجھ بن یہ ستاتا دن رات یہ دل بیمار نہ تھا
سامنے تیرے کبھی عشق کا اظہار نہ تھا — اس طرح وصل کا ایک ایک بہی اقرار نہ تھا
تجھ سے ملنے کا کبھی آپ کو انکار نہ تھا — دل کسی اور کا بالوں میں گرفتار نہ تھا

۱۱

کس درین سلسلہ غیر از من دلبند نبود
یک گرفتار ازین جملہ کہ ہستند نبود

ہمنے مغرور کیا تجھکو بنایا ہمنے
ای پری حور کیا تجھکو بنایا ہمنے
اس قدر جور کیا تجھکو بنایا ہمنے
نقشا مین چور کیا تجھکو بنایا ہمنے
رنج مہجور کیا تجھکو بنایا ہمنے
سب مین مشہور کیا تجھکو بنایا ہمنے

۱۲

بس کہ کردم ہمہ جا شرح دل آزاری تو
شہر سرگشت ز غوغای تماشائی تو

تجھسے دم بھر کی جدائی نہ کبھی ہوتی تھی
رات دن ایسی لڑائی نہ کبھی ہوتی تھی
لوگون مین میری برائی نہ کبھی ہوتی تھی
چھپکے غیرون سی صفائی نہ کبھی ہوتی تھی
نارساؤنکی رسائی نہ کبھی ہوتی تھی
گھر مین ساری خدائی نہ کبھی ہوتی تھی

۱۳

این زمان عاشق سرگشتہ فراوان داری
کی سر برگ من بی سر و سامان داری

یاد آتی ہین وہ دن جبکہ مین اکثر ہمکو
رات دن وصل سی فرصت تھی دم بھر ہمکو
جانا ملتا نہ تھا گھر سے تیری باہر ہمکو
اب نئی رنگ کہاتا ہے مقدر ہمکو
ایک بوسہ نہین ہوتا ہے میسر ہمکو
گالیان ملتی ہین غیرون کی برابر ہمکو

۱۴

پیش تو یار تو و یار کس ہر دو یکیست
عزت مدعی و حرمت من ہر دو یکیست

تیرے جو سمجھے تھے آگاہ غلط سمجھے تھے
یا وفا سمجھے تھے واللہ غلط سمجھے تھے
دی دیا مفت مین دل آہ غلط سمجھے تھے
کیا بری چیز ہی یہ چاہ غلط سمجھے تھے
اب نہین جانی کی اوس راہ غلط سمجھے تھے
خیر قصہ ہوا کوتاہ غلط سمجھے تھے

۱۵

جان من سنگدلی دل بتو دادن غلط است
چشم امید براہ تو کشادن غلط است

روز کی ظلم سہون جان کہان تک کب تک
دل کو وحشت رہی ہر آن کہان تک کب تک
پھروڻ گلیون مین پریشان کہان تک کب تک

وصل کی رات کا ارمان کہان تک کب تک
ایسی چاہت کی ہی قربان کہان تک کب تک
صاحب اللہ نگہبان کہان تک کب تک

۱۶

چون چنین است پی کار دگر باشم به
چند روزی پی دلدار دگر باشم به

خوبصورت ہین زمانی مین ہزارون تمسے
بیمروت ہین زمانی مین ہزارون تمسے
کج طبیعت ہین زمانی مین ہزارون تمسے

صاف رنگت ہین زمانی مین ہزارون تمسے
بی محبت ہین زمانی مین ہزارون تمسے
لوگ آفت ہین زمانی مین ہزارون تمسے

۱۷

نخل نوخیز گلستان جہان بسیار است
گل این باغ بسی سرو روان بسیار است

یہ تو فرماتی صاحب حقیقت کیا ہے
جو کچھ ہال نہ ہو اوسکی محبت کیا ہے
ہیمرہ رہنی مین نزاکت کی لذت کیا ہے

آپ کیا مال ہین اور آپ کی صورت کیا ہے
بیمروت سے گلا کیا ہی شکایت کیا ہے
آپ کو پیار کرون کیون مری شامت کیا ہے

۱۸

سر ہم تا بسجود بت دیگر باشم
بازہ اگر سجدہ کنم پیش تو کافر باشم

پیار کرنیکی کی تمھین قدر ہے کیا جانو
عشق سوتا نہین ہوفی ہی قضا کیا جانو
ایسی کسن ہو بہت نام خدا کیا جانو

بی وفا ہو کسی کہنے مین وفا کیا جانو
کیونکر آتی ہی بلا جانی بلا کیا جانو
بی تمہار آدمی ہو تم یہ مزا کیا جانو

١٩
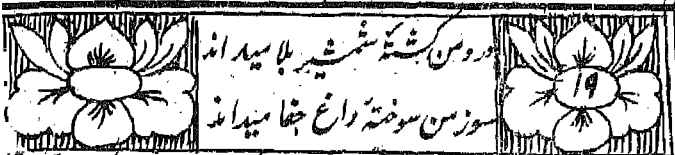
دور و من کشتهٔ شمشیر بلا پیدا اند
سوز من سوختهٔ داغ جفا پیدا اند

بہت گیا دل تری باتوں سے محبت نہ رہے
اب وہ چاہت نہ رہی اب وہ طبیعت نہ رہے
صدمے پر صدمہ ہمارا ہجر میں حالت نہ رہے

دل میں خاک اور تری ہی اب نام کو الفت نہ رہے
پیار کرنے میں جو لذت تھی وہ لذت نہ رہے
اب تری کوچے میں آنے کی بھی طاقت نہ رہے

٢٠
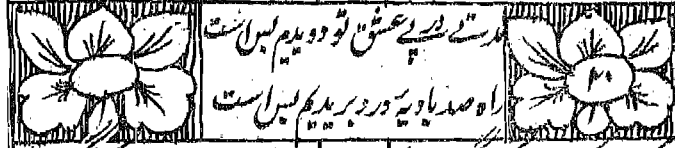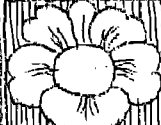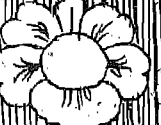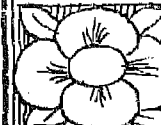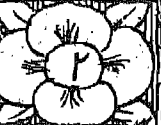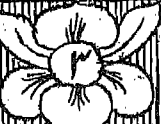
عمر ستے در پے عشق تو دویدیم بس است
راه صد بادیه در در بریدیم بس است

اب کسی اور کو ہم پیار کرینگے واللہ
تیری الفت کا نہ اقرار کرینگے واللہ
نام لینے سے تری عار کرینگے واللہ

اب تری ملنے سے انکار کرینگے واللہ
بلکہ ہر بات میں تکرار کرینگے واللہ
دل کہیں اور گرفتار کرینگے واللہ

٢١
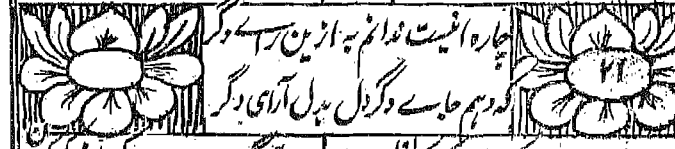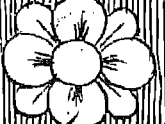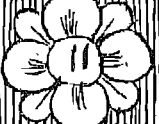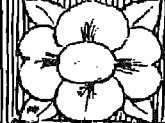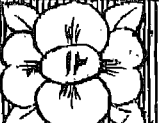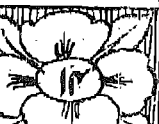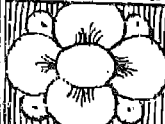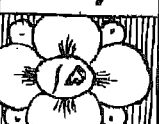
چاره انیست ندانم به ازین رای دگر
که رهم جا بسے دگر دل بدل آرای دگر

ایسے ہی ایسا جلاؤں کہ تجھی خاک کروں
اپنا کرتی یہ گریبان کئی چاک کروں
سخت کر دوں تجھے بالکل اوسی چالاک کروں

قطع کرکے تیری اوس چوری پوشاک کروں
سامنے تیرے اوسے چھپ کے بیباک کروں
تو سہی اپنی طرح تجھکو بھی غمناک کروں

٢٢

بعد ازین رای من انیست که چون خواهد بود
نیست سر این ستم والبته چنین خواهد بود

ای صنم اسکے سوا اب کوئی تدبیر نہیں
دل لگا کو کہیں لاؤں تمہیں کچھ تاثیر نہیں
حال جو اپنا ہی قابل تحریر نہیں

اس سے بہتر کوئی معشوق کی تعزیر نہیں
صاف باتیں ہیں یہ کچھ پیچ کی تقریر نہیں
اسکی تقصیر ہی کچھ آپ کی تقصیر نہیں

این ندانست کہ قدرِ ہمہ یکسان نبود
زاغ را مرتبۂ مرغِ غزلخوان نبود

واسوخت سوم

نئی انداز کا واسوخت سناتی ہین تمھین | گرما گرمی یہ طبیعت کی دکھاتی ہین تمھین
جسقدر ہمکو ستایا ہے ستاتی ہین تمھین | دیکھنا ہا تو نہین کیا تجھے بتاتی ہین تمھین

۲

صحبتین گرم رہین جشن مبارک صاحب
ضبط کی تاب نہین چپ رہین کب تک صاحب

دل بیزار ہین غصے مین بھرے بیٹھے ہین | اب تلک آپکی باعث سی ڈرے بیٹھے ہین
ہم مین بیٹھے ہین جہان کی خبری بیٹھے ہین | اپنی دانست مین سب عمر مری بیٹھے ہین

۳

دیکھنا کاٹ سر وہی کا دکھا دینگے آج
لال کوٹھے ترے گھر کو بنا دینگے آج

مین بہت رنج مین دو چار گھڑی بیٹھے ہم | تھا غضب ہے رقیبون پہ اتر بیٹھے ہم
آپ کیا آپ کے گھر ہی سے بیزار ہین ہم | گالیان دیکے ابھی سبکو پکارینگے ہم

۴

پاس بیٹھو نہ لگاوٹ سی ہو دور ہی ہو
دور ہو سامنے سے دور ہے ہو دور ہی ہو

آج سے بات نہ کرنا یہ کہے بیٹھے ہین | بات کرتے ہوے ڈرنا یہ کہے بیٹھے ہین
دم محبت کا نہ بھرنا یہ کہے بیٹھے ہین | اب انہین لوگون پہ مرنا یہ کہے بیٹھے ہین

۵

خوب صحبت ہی تمھین واہ اجی قابل ہو
اپنے قابل نہین واللہ اجی قابل ہو

تمنے معشوق بنایا تمھین محبوب کیا | اونکے بدلے مین سلوک آپنے کیا خوب کیا

بی حجاب آور وہی ہو کر مجھے محجوب کیا
تمنے جو امر کیا وضع سے معیوب کیا

(٦)
آگے اس طرح کی صحبت نہ رہا کرتی تہی
آگے اس طرح بر انڈی نہ بہا کرتی تہی

لگے گو یہ طور نہ تھا آپ جو غضب ہوتا ہے
کشتہ ایک ایک سے اسم طلب ہوتا ہے
پیالے پیے چہین پڑے تمکو یہ کب ہوتا ہے
نہین معلوم کہ کون اسکا سبب ہوتا ہے

(٧)
ہین بڑی غیرتی کی لوگون نے بگاڑا تمکو
چھوڑ کر بیکے مری گھر سے اوکھاڑا تمکو

پھر اسطرح سر افراز نہ ہوتے تھے کبھی
آنند دیکھ کے سو ناز نہ ہوتے تھے کبھی
ماش اسطرح مری راز نہ ہوتی تھی کبھی
سحر کی باتون سے اعجاز نہ ہوتے تھے کبھی

(٨)
اون دنون مین تری صحبت کا تو یہ رنگ تہا
جوڑ بازا ایک نہ تہا ایک عجب رنگ تہا

غیر کی بات کہان ذہن نشین ہوتی تہی
ابر ہوتا تہا مگر برق کہین ہوتی تہی
ٹھاٹ لو چندی کی تہی جب تو یہ نہ ہوتی تہی
فتنا جب کہا کیکو کہتے تھے نہین ہوتی تہی

(٩)
چھین تاڑی کی نہ اسطرح بہر تی تہی
نہ بیان یاقوتیون تی یون بہری ہتی یہان

صاف تو یہ ہی پیشانیہ کرک کاہی کو تہی
صاف تو یہ ہی کہ رمن یہ نچاب کاہی کو تہی
صاف تو یہ ہے یہ رنگت مین چمک کاہی کو
صاف تو یہ ہی کہ یہ نوک پلک کاہی کو تہی

(١٠)
اگی اس طرح بدن مین کبھی بو باس نہ تہی
منہ کہنے مین جیسے آب گے تری پاس نہ تہی

گو ہم آگے بہی دھیوڑی مین بڑے رہتے تہے
لوگ اس طرح نہ گھر مین پڑے رہتے تھے

روکنے کے لیے وہ زبان کھرے بیٹھے ہین | چاہنے والے نہ گلیون مین اٹھ رہتے

۱۱

آگے اس طرح کسی سے نہ لڑی تھین آنکھین
سب کے آنکھون سے تو آگے سہی بڑی تہین آنکھین

دیکھتا تمکو نہ آتا تھا وہ کہانا کیسا | یہ نہ معلوم تھا ہوتا ہے نشانہ کیسا
چھوٹی تھین کسی کہتے ہین بہانہ کیسا | منہ سے آواز نکلتی نہ تھی گانا کیسا

۱۲

ڈر کے لینے کی کوئی گھات بھی معلوم نہ تھے
بات کرنے کی کوئی بات بھی معلوم نہ تھی

اب تو کیا کیا نئے انداز نکالے تمنے | واہ کیا ڈھونڈھ کے دمساز نکالے تمنے
آشنا سارے دنیا یار نکالے تمنے | نئے اغیار نئے ناز نکالے تمنے

۱۳

کسی طرح دل مین سمائی ہے خدا خیر کرے
کس طرح وضع بنائی ہے خدا خیر کرے

اذیت سہی نہین آپکو مین دیکھ لیا | پیار کرکے تمھین میں نے ... دیکھ لیا
اب زیادہ نہین شیشے کو مین دیکھ لیا | خوب سا دیکھ لیا آپ کو میں دیکھ لیا

۱۴

اپنی صاحب سے ملاقات بنا مین کب تک
تم مرو اور کسی پر تمھین چاہین کب تک

ہون نہ مغرور کہ ہم پر بھی ہی عالم تھا | یاد تو کیجیے کچھ آپ سے بندہ کم تھا
جیسے تم ہو تم مین بھی یون ہین ہم بھی تھا | آج تک کہتے ہین سب لوگ عجب تھا ہم تھا

۱۵

جب یون ہین حسن سے مغرور تھے ہم تم دونون
لکھنؤ مین یون ہین مشہور تھے ہم تم دونون

بلکہ رنگ آپکا مدہم تمہاری رنگت سے | آئینے مین نہین ملتا تمہاری صورت سے

عاشقوں کا ہی یہ دستور تمھیں چھیڑتے ہیں
ترک بالکل نہیں منظور تمھیں چھیڑتے ہیں

۲۱
اب بھی کچھ بات نہیں ہے جو منا لو ہمکو
جتنی جو باتیں سنائی ہیں سنا لو ہمکو

سنکے جلسے کی خبر آئی تھی سرشار تھے ہم
غصہ اس طرح کا تھا روح سے بیزار تھے ہم

کیا ہوا مارنے پر غیروں کے طیار تھے ہم
آپ ہی کا ہیکو تھے نشے سے ناچار تھے ہم

۲۲
منت ہیں آپ سے اور بھی ہو لی تقریر ہوے
بشریت تو ہی انسان ہیں تقصیر ہوے

رنج اب جانی وہ صورت نہ پریشان کرو
کوس لو کاٹ لو جو چاہو تو ایجان کرو

بس اٹھو پھر خدا وصل کے سامان کرو
دیکھو گھورو نہ بہت اپنی طرف دھیان کرو

۲۳
مجھ سے بیفائدہ کی یہ خفگی جانے دو
بس رلایا بہت ایسے تو ہنسے جانے دو

تم چلے جاو تو ہو عید ہمارے گھر میں
سجدے کرتے پھریں ایجان ابھی سارے گھر میں

ہو چلیں وصل کے سامان تمھارے گھر میں
حشر تک ہوں نہ رقیبوں کے گذارے گھر میں

۲۴
گھر سے نکلیں نہ کبھی اپنا جو گھر ہو دل میں
عشق پیدا وہ کریں ہم کہ اثر ہو دل میں

ہمسے ملجاو رقیبوں کو خفا ہونے دو
سایہ کی طرح سے دم بھر نہ جدا ہونے دو

اپنے بیمار کی لازم ہے دوا ہونے دو
زندگی تلخ ہی جینے کا مزا ہونے دو

۲۵
نہیں ملنے کے کہیں چاہنے والے ہمسے
سارے عالم میں نہیں چاہنے والے ہمسے

ہم وہ عاشق ہیں اگر تیرا اشارہ ہو جاے
ہاں کیا جان کا دینا بھی گوارا ہو جاے

تم بانّدا بھی سب سے کنارہ ہو جائے — چھوڑ دین گھر ترا کوچہ ہمین پیارا ہو جائے

۲۶

ہم وہ عاشق ہین ہتھیلی پہ ہمیشہ سر ہے
جان مانگو تو اسی وقت کہین حاضر ہے

خود گلا کاٹ کے مر جائین اگر مرضی ہو — ابھی کوٹھی سے اوتر جائین اگر مرضی ہو
مر کے اس کوچے سے گھر جائین اگر مرضی ہو — منہ سے جو کہتے ہین کر جائین اگر مرضی ہو

۲۷

آزما لیجیے اسمین بھی نہین بند ہین ہم
آپ راضی ہون تو باللہ رضامند ہین ہم

جو تبا اسوخت کہا آپ نے واللہ سحر — اپنے غصے سے کیا خوب بنا ہین کام سحر
[illegible] ملنے کی نکالی یہ نئی وجہ سحر — تور کے بند کہی صل علی واہ سحر

دل جلانے کی یہ تدبیر نکالی تم نے
مار رکھنے کی یہ تقریر نکالی تم نے

قصیدہ اول

ہو گئی اور ہی کچھ اب تو ہوا ہی گلزار — دھوم ہی آئی بہار آئی بہار آئی بہار
باغ مین ہونے لگی خانہ عشرت طیار — ہر رگ تاک نظر آئی طناب معمار
بارہ دریون مین لگائی گئی جھاڑ [illegible] — چلمنین سبز بندھین پردے گلابی گلنار
جابجا ہونے لگی اطلس مخمل کے فرش — چھتین سونے کی بنائی گئین سب مینا کار
سرخی کوٹی گئی ہر ایک روش اوپر — مہندی کتری گئی چھانٹی گئی سرو گلزار
سبزے سینچے لگی صاف ہوئی صحن چمن — باغ سے دور ہو برگ خزان کی انبار
باغبان قینچیان ہاتھون مین لیے پھرتے ہین — قد آدم سے نکلنے نہین پاتی اشجار
پھول چننے مین ہین مصروف دل ہین گلچین — خشتے بیماد مین گلشن ہین ہمہ تن مشغول

کوئی جا باغ مین خالی نہین ان سے — جسطرف کوئی نہین ہے تو وہان ہی یہ بہار
ڈالیان سینے سجاتے ہین صبا تا پیچی — گائی جاتی ہی چمن مین غزل بلبل زار
کیا غزل ہی کہ دیکھی نہ سنی آج تلک — رنگ ہی رنگ ہی ہر شعر مین ہے وصف بہار
گوش گل جسکو سنین دیدہ نرگس دیکھین — ای ملیح سننے کے قابل ہین یہ رنگین اشعار

غزل

چمن دہر مین ہوتی ہی یہ تعظیم بہار — سرو قد سبکو اوٹھاتا ہی ہوئی گلزار
دامن یوسف ابر آج نہین بچنے کا — بیٹھے ہین دست زلیخا کی طرح دست چنار
آسمان ابر بنا باغ مین آنے کے لیے — سیر کرنیکو ہوے سارے ثوابت سیار
روی گلہای چمن سرخ ہین کیونکر مدام — نشہ زر سے ہی وہ نشا کہ نہین جسکا اوتار
کون ہی وہ کہ نہین محو تماشای چمن — سرو کیا بھول گئے اپنی ادا کی رفتار
ہی عجب طرح کی تاثیر ہوا مین بلبل — کسی معشوق کو عاشق سے نہین ہی انکار

غزل بلبل شیدا جو سنی ہی تو صحیح
باغ مین دیکھیے جا بیٹھے تماشے یہ بہار
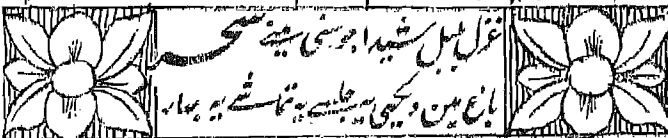
بادۂ جام سخن سے ہوئین آنکھین گلنار — طبع رنگین کو ہوا گلشن مضمون درکار
سیر نواب کہا ایسا قصیدہ پڑھئے — جسکے ہر لفظ پہ قربان ہون گل لاکھ ہزار
موسی سر مین ہی یہ خوشبو کہ دماغ لیتے ہین — مشک کا خون کو پیتے ہین ہوا عطار
آج کس لطف سے دیکھی ہی سوار حضرت — روش باغ پہ جسطرح پھرے باد بہار
یہ ہوادار نہین تخت سلیمان کیسے — صبح ہی شہر سے جوا سی ہی اڑتی ہین کہار
کیا جھلکتی ہوئی رنگین ملی ہے ورنہ ہی — کرتیان پائی ہین بانات شفق کی گلنار
خوبصورت ہین یہ سب شکل پری چہرہ — پگڑیان شعلۂ خورشید ہین گیسو شب تار

جوڑی ہی ہر رنگ کی پہنے ہین معرق بیچے / ابر مین رنگ کہاتا ہی شفق کا جوبا
صاف بجلی سی چمکتی ہی بنت پا پچونکی / ہر دوپٹی کی کرن صاف ہی سورج کی کرن
طائفی ناچتی ہین چل رہی ہین وین کلا سر / ارغنی سیلا بجاتی ہین فرنگی ارگن
باغ نواب کا تاحشر ترو تازہ رہی / جہولین ہر سال سحر آکی منائین ساون
مجلس اقبال رہی صورت مضمون بلند / جب تلک دہر مین ہی تذکرہ شعر و سخن
مصرع قامت انسان ہی زمین پر جبتک / مطلع مہر ہی جبتک کہ فلک پر روشن

قصیدہ سوم

ایک عالم ہی ثنا خوان حسام الدولہ / آج کس پر نہین احسان حسام الدولہ
سجدہ اقوال کا پورا نہین ایسا کوئی / واہ کیا بات ہی قربان حسام الدولہ
بات جو منہ سی کہی ہوگئی پتہر کی لکیر / صادق الوعد غلامان حسام الدولہ
قبر مین روح ہلالی کی یہی کہتی ہے / سر مرقد ہی دیوان حسام الدولہ
اس مروت کا بہی انسان نہ دیکہا نہ سنا / ساری اوصاف ہین شایان حسام الدولہ
منزلت دی ہی خداوند جہان نے ایسی / ہی فلک زینہ ایوان حسام الدولہ
کیون نہ حصہ ہو مہلا خاصہ سلطانی مین / اک نہ اک روز ہی مہمان حسام الدولہ
سچ تو یہ ہی کہ یہ نیت کی ہی ساری برکت / ہوگا خالی نہ کبہی خوان حسام الدولہ
جسکا جو ظرف ہی ملتا ہی موافق اوسکی / غیب سی ہوتی ہین سامان حسام الدولہ
ہر مراد کا دل پیچ مین آجاتا ہی / زلف ہی سلسلہ جنبان حسام الدولہ
فیض و بخشش کا یہ پہل ہی کہ ثمر لاتی ہین / ہر رب سرو گلستان حسام الدولہ
واہ ری فہم و فراست کہ فلاطون حکیم / ایک ہی طفل دبستان حسام الدولہ
دبدبہ ایسا ہی آجائی جو دارا بالفرض / چوب ہے روکی دربان حسام الدولہ

کیسی مضمون بلند عرش کی تاری توڑیں
ہم وہ ہیں تابع فرمان حسام الدولہ

لکھنؤ کی شعرا میں سے یہ تیا ہی اپنا
وہ مسخر شدۂ احسان حسام الدولہ

قصیدہ چہارم

تمام ہند سے تھا جہاں لکھنؤ اپنا
ہمارا خسرو تمجاہ جہاں عالم تھا

جہاں سے تھا قالب بیجان کسی میں نہ جان
فراق موت سے بدتر ہی اوس مسیحا کا

اگر ہزار برس کرے گا فلک گردش
پھر اس صفات کا ہوگا نہ آدمی پیدا

یہ موزون سے طبیعت میں خاکساری تھی
وہ مہر تھا کہ در بوتراب کا ذرہ

مصاحبین تھے سب لکھنؤ کے چیدہ لوگ
ہر ایک شہرۂ آفاق و شاعر عزا

ہر ایک تھا بو الفضل و فیضی و عرفی
نہ ہوگا اکبر اول کا نورتنا ایسا

عجیب مجمع اہل کمال تھا افسوس
ہزار حیف وہ صحبت فلک نہ دیکھ سکا

نہ چوتھی کا کہیں جلسا نہ چھٹے کی صحبت
جہان میں شادی و غم دونوں کا مزا نہ رہا

نہ پانچوں وقت کی نوبت نہ وہ دیوان تھے
نہ توپ چلتی ہی اب ہی غضب کا سناٹا

جہان میں صاحب شہر کی ہی یہ بیداد
ٹکے ٹکے پہ بکیں اصفہانیاں کیا کیا

صفائی شہر کی ہی صاف صاف رہتی ہیں
کدورتوں کی ہیں یہ تیلی یہ سب کا ہی نقشا

یہ انتہا کی صفائی ہوتی ہی گلیوں کی
کہ لکھنؤ میں کسی کا قدم نہیں جمتا

بھٹکتے پھرتے ہیں گم کردہ راہ انگریز
وہی تھے ہم کہ خضر کو بتاتے تھے رستا

جنھوں نے راہ شریعت میں پاؤں رکھا تھا
لیا انھوں نے تو پہلے ہی کبھی کا رستا

مکان سیکڑوں سڑکوں کے کر دیے مسمار
تمام شہر کا کچھ اور ہو گیا نقشا

کسی کا کہہ گیا پشتہ کہیں گرا دیوار
چبوترا کہیں غائب کسی کا دروازا

جو کچھ خرید کو بازار تک گیا کوئی
دکان سے پھر کے جو آیا تو گھر نہ پہچانا

شکار صفت کا اب کھیلتے ہین ق انداز — کہ جنگل آہیون کا یہ شہر ہے گویا

یہ حکم ہے کہ نہ ہون چار آیکجا باہم — وہ دن گئی کہ شب و روز رہتا تہا جلیا

عجیب باغ تہا رشک بہشت پر بہر باغ — ہر اک درخت تہا میوہ کا نخیرت افزا

نہال قطرۂ شبنم کی موتیون سے سفید — عقیق سرخ کی گل تہی [illegible]

چمن لطیف لطیف اسکو نفیس نفیس — وہ شبنمی ٹھنڈی ہوا اور [illegible]

وہ لال لال گل سرخ و لالۂ حمرا — وہ زرد زرد زر گل ہرا ہرا سبزا

ہوا کی جہونکون مینا بی شبہہان آتی تہے — حقیقتاً دم عیسی تہی اوس مین کی ہوا

[illegible] داغ انجم سے پہونچتی تہی کرن — بہار گل مین جہان جا بجا کہیت کرتا تہا

انکا کی [illegible] سے [illegible] — چمن کی خاک سے ہوتا تہا موتیا پیدا

پڑا جب اونکی رخ صفا پہ غبار [illegible] — بنفشہ خط رخ خال سے ہوا پیدا

بہار نسترن [illegible] کی بہار مین [illegible] — شکار فاختہ کو جب وہ سرو قد آیا

چمن مین چہرونکی داغون سے [illegible] — ہوا ہی باغ لگے صاف ہوگیا سبزا

ہر ایک بات سے شاخین جہان نکلتی تہین — سہے قدونکا لب جو عجب نظیرا تہا

زبون باغ مین تہا اتنا کا زور [illegible] — گواہ رکہتا ہون مین شیخ وقت اسکا

کہ کر پڑی تہی چمن مین عشق کی تسبیح — تو دفعتہ شجری ہوگیا تہا سر دانا

صدای نغمہ سی گونجا ہوا تہا سارا باغ — ہر ایک شاخ سی آتی تہی بانسری کی صدا

غزل سرای بلبل صدای خندۂ گل — شکست توبہ زہاد و قلقل مینا

صدای ساز و نوای مغنی و مطرب — وہ کوک کوئلون کی بولنا پپیہون کا

عجیب رنگ کا میلا تہا واہ رے ایجاد — گلے مین کسکی نہ تہا گیروا تنا جوڑا

غرض فقیر سے تا بادشاہ سب یک رنگ — روش روش پہ نئی سج سے بن ٹہن چلتا

وہ کہر جہولون مین تحمل سنگیات کمر نہین
وہ جہکے رہس کے پریون کا تخت پر آنا

پکارتا تہا ہی رعد ساقیا بر خیز
بگیر جام کہ ابر بہار آ پہونچا

وہ رحیم تمام مین واعظ کی کون سنتا تہا
فقط یہان تو سہارا تہا اوسکی رحمت کا

سہارا بہی ساون کی کیا چہا تہا نگہ
غزل سحر کی یہ گاتی تہی جوش کہو گیا

غزل

غزل وہ پڑہتا ہون جسمین سے رنگ گل ٹپکا
چمن مین جسکی قدر دونکا مین رنگ بلبل کا

بہار آئی مبارک ہو جشن نوروز سے
پلا دے ساقی چہپا وہ جام کوثر کا

چمن مین بلبلیکے وصف بہار لکہتا ہون
قلم شراب کی ہو اور گلاب کا تختہ

شراب تلکے سبے بہار مین اکی
نجومی کہتے ہین میزان مین آفتاب آیا

شکار کہیلو یہ بطی کلنگ چلکے دریا پر
نکل چکا ہی فلک پر سحاب کا خیمہ

یہ سبزہ لب جو دیکہتا ہی کیا شاداب
کہ غوطہ دیکے نکالی خضر نے سبز عبا

ہوا گہٹا سی اندہیرا جو صحن گلشن مین
تو عندلیب نی باتون کا جہاڑ باندہ دیا

ہجوم گل مین یہ غنچے نہین جہلکتے ہین
چمن مین گل کا کٹورا سجا رہی ہی صبا

جہان بہار مین آنسو گرے تہی بلبل کے
اوسی زمین یہ سنتے ہین ہو نیا پہولا

چمن کے گرد ہون مہندی کی ٹٹیان طیار
گلون پہ ڈالتے ہی آنکہ نرگس شہلا

ہوئی کرالی زر گل یہ باغبانون مین
نیا شگوفہ سے لو اور تازہ گل پہولا

یہ باغ جسکا ہی الی شبہ جنتی وہ ہاسے
حدیث مین ہی کہ دنیا نمونہ عقبا

سحر وہ مرشد کامل ہو خود تو ستی بکرنگ
تمام شہر کو ہی اپنے رنگ پر کہینچا

عجب ہے یا تو وہ میلے تہے یا یہ ویرانا
مقام ہو کا ہی کوئی نظر نہین آتا

یہ شہر وہ تھا پرستان اسکو سب کہتے تھے
جو تھمر تھا وہ اکھاڑا تھا راجہ اندر کا

اوجاڑ اب یہ پرستان بی سلیمان ہے
کہین فراق مین پریون کی ہو نہ دل ویرا

خوشی ہو عید کی نکلے کہین وہ عیش کا چاند
دوبارہ روئی ہمایون کا پھیر سے جو بہلا

صدا وہ ڈفلی کی کانون سے پہنچین باتی
چلین سلامتی کی تہ مین خدا کرے والیا

سڑک پہ باڑ بہاری چمک کی پھر نکلے
شگفتہ غنچۂ دل ہون بہار نو پیدا

ہر ایک کوچے مین میلا اوسی طرح پھر ہو
خدا سے زور کسیکا نہین ہوا ہی بجا

مقام عجز ہی دم مارنے کی جا یہ نہین
جو کچھ فلک نے دکھایا وہ آنکھ نے دیکھا

خدا ہی جانے نظر کسکی لگ گئی ایسی
ہنسی بھی آتی تھی روتی جسقدر دیکھا

زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہے
کہ شہر بند ہی ہی قدم نہین جمتا

رئیس شہر تو سب اپنی اپنی حال مین ہین
نہین ہے آج کوئی اپنا رونے والا

نہین تصور کسیکا بجز خوبی اعمال
مقام شکر ہے لازم نہین گلا شکوا

سمجھ وہ شعر یہ ہے دل و کھا دیا تمنے
اب آگے سننے کی طاقت نہین مری ہی خدا

کوئی قصیدہ رنگین پڑھو کہ جی سے پہلے
وہ نذر دو لیے جسکا ہو مرتبہ اعلا

وہ کون ہی کہ جناب منور الدولہ
وزیر ایسا نہ آگے ہوا نہ اب ہوگا

برب کعبہ خوش آمدیے من نہین کہتا
زمانیکا ہی یہی قول ایک جھپر کیا

امیر وابن امیر و وزیر ابن وزیر
محب شیعہ وزوار سید الشہدا

صفائی قلب سے یکسان ہی ظاہر و باطن
غبار فرنگ سے ہی پاک آئینہ دل کا

جمال مہر کا مریخ کا جلال ملا
کمال ماہ کا پایا تو عرش کا رتبا

زیادہ کیجیے تعریف جسقدر کم ہے
کہ ایک ذات مین لاکھون صفات ہین پیدا

ممدوح میرا سا تجھے ملیگا کہاں | اسکے صلے میں خلعت شاہی کا ہی گمان
خوش ہون گے شعر سنکے بہت بادشاہ بھی | جنت مکان کی طرح سے قرآن میان
نواب نامدار ہو دنیا کے میں ہون | جی چاہتا ہے جیسا اوسے کیا کرین بیان
اللہ جانتا ہے تمنا دلی جو ہے | کہنا نہ چاہیے اوسے لوگون کے درمیان
سارا قصیدہ ہی نئی انداز میں تمام | عرضی کی احتیاج نہیں بہر نکتہ دان
سو سو تکلفات ہیں ایک ایک شعر میں | ترکیب لفظ و معنی و رنگینی بیان
فردوسی زبان ہو حقیقت میں ای سحر | دہلی وہلائی کو شرف جسکے ہی زبان
موقوف اسکا لطف ہے اپنی زبان پر | تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

قصیدہ سوم

ہون وہ شاعر کہ سخن میرا ہے گویا سحر | شعر میں مطلع خورشید تخلص ہی سحر
آسمان ہیں مری غزلون کے زمین ساری | عرش ہے مطلع معلی و مضمون اختر
طایر قدس ہیں مرغان سخن ان کے اسیر | دیکھکر ہوتی ہی حیران یہان عقل بشر
نور الفاظ سے ہے خط شعاعی تحریر | دایرے ہالہ مہتاب ہیں نقطے ہیں قمر
دونون عالم کے ہیں مشہور مرے غزلون میں | جلد دیوان کی ہے دفتر کونین مگر
ہیں سے شعرون کو جو دیکھ نہیں سکتے ہیں | مطلع مہر ہیں کب ان پہ ٹھہرتی ہی نظر
ابر نیسان ہی وہ دوان دربار طبیعت اپنی | قافیے ہوتے ہیں رعد کے مانند اگر
میرا اوستاد ہے مشہور خدا ہی یعنی | شاعری میں مجھے کہتے ہیں سب پیغمبر
میرا منکر ہے حقیقت میں خدا کا منکر | اور منکر ہے جو اللہ کا وہ ہے کافر
شعر ہوتی نہیں اعجاز ہو اگر تی ہی | جتنے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ ساحر ہے سحر
توسن فکر ہی گویا کہ براق جنت | شب گیسوی سخن ہی شب معراج اگر

آدمی کیا فقط اپنا کلمہ پڑھتے ہیں ۔ ہو جو اعجاز سخن ہاتھ میں لوہیں پتھر

شورشے کو بیان سرور رواں آتی ہیں ۔ ایک اعجاز مرا یہ ہے کہ چلتے ہیں شجر

اپنے قبضہ میں ہے ہر بحر و زمین اشعار ۔ ہوں سکندر کی طرح بادشہ بحر و بر

ماہی مرا سجت رواں طبع رواں نیا ہیں ۔ شہپر طائر مضمون سے ملے ہیں چنور

زادۂ طبع کی کثرت سے ہے لشکر طیار ۔ نام کہتے ہیں جسے ہے وہ نشان لشکر

ساتھ ہیں پانچ وزیر اپنی حواس خمسہ ۔ ایسے ہی نظم و نسق ملک سخن میں اکثر

دولت علم کا رکھتا ہوں خزانہ بے مثل ۔ زر دنیا نہیں کچھ مال مرے پیش نظر

شاہ اقلیم قناعت ہوں فقیر ایسا ہوں ۔ بوریا تخت ہے کمبل کی ہے ٹوپی افسر

خوب اس تاج سے دنیا میں کوئی تاج مشہور ۔ تخت دارا ہوں سے کوئی خبر نہیں ہے

قصیدہ دہم شہر آشوب

گردش چرخ سے ابتر ہے زمانہ کا حال ۔ ذرہ خاک میں پستی سے ہجوم اقبال

ہیں ستارہ کی طرح اہل قلم چکر میں ۔ صورت بدر ہیں گردش میں تمام اہل کمال

شاعری نایاب ہے گانا ہے جہاں میں عنقا ۔ ناچنا جانا لقوں کا صورت زہرہ ہے محال

نیستی سہل ہے اب شہر میں کنگلوں کی طرح ۔ لوگ واقف نہیں سینے سے بجز حرف سوال

دینے والا نہیں ملتا ہے کوئی زندوں کو ۔ جمع ہیں قہر بہ جانم سے کہ نہ زادوں کنگال

ستھن کا نیچ بکی ہے پیسے کی جوتی ۔ لوگ سب بھول گئے سبز تھی کہ تھا یا لال

لال کہتا ہے کوئی کوئی بتاتا ہے سبز ۔ رات دن رہتی ہی آپس میں ہی قیل و قال

شہ کئیں بیدہ سے پیسے دیکھنے کو جاتے ہیں ۔ پھر کے میں پوچھتے پھرتے ہیں کہاں ہے ٹکسال

ہیں جو کچھ اہل ہنر ان کو بھی رہتی ہے فکر ۔ ہاتھ آتا ہی کسی طرح سے قارون کا مال

کھو دی مرتا ہے ہوا ان سے تو خوش ہوتی ہیں سب ۔ انفس یہ کہتے ہیں مفلس ہیں کے تمام اہل عیال

اندر و رقت نقشہ جو ہی دیکھو تکھو
ہی یہ اوڑا سا دل تنک کی تنگی کا کمال

نام کیا لون مین انہین ہین کوئی جانا
بندہ تھا اونکے ملاقات کا مشتاق کمال

لے گیا اونکے لئے ایک قصیدہ کہکر
ڈیوڑہی پر جا کے کیا آگی جو بیٹہنے کا خیال

چوبدار نے کہا دیکہہ کے میری صورت
آپ کہیون اوپر چڑہکے آئی ہین یہ شالا رومال

کیا کہین آپکے گہر مین نہین کہنے کی جگہ
یہ بڑا موذی ہے قبلہ یہ بڑا ہے چنڈال

کپڑے کیسے کہ کفن تک نہین بچتی ہے اس سے
تم تو زندہ ہو یہ لی لیتا ہی مردو کا مال

ڈرتا ڈرتا ہوا اندر تو گیا مین لیکن
پھر سے پر تک کے گیا اپنا وہ شالا رومال

دیکھتا کیا ہون کہ بیٹھے ہوئے ہین حضور
جیسے دوکان مین بیٹھے کوئی بنیا بقال

بیٹھنے جاتے ہی کہا قبلہ و کعبہ میرا
آپ کہنے لگے اچھا ہی طبیعت کا حال

مجھکو نفرت ہوئی سمجھا مین برا آلو ہی
کہہ کچا ایکا جواب اور کہا میں ملول

جانے کی شرم سے بیٹھے وہ قصیدہ تو پڑہا
کیا کہون مین کہ جو کچھ مجھکو ہوا رنج و ملال

سن چکے سارا قصیدہ تو یہ ارشاد کیا
آپ نے خوب پڑہا حضرت کا احوال

لی تیہر ینکا امیرون کے تو یہ حال ہے
کیا لئے اور کہان جائین بھلا اہل کمال

جلتے ہے دم مین یہ ہمدم ہین تکلف دیکھو
پشم سب جنکو سمجھتے ہین وہ ہین کل کے کمال

رات دن جوڑے اوچھلتی ہی عجب صحبت ہے
ڈہول دہپے کے سوا اور نہین کچھ اشغال

ٹما ٹما سے رہا کرتی ہی صحبت ہر دم
ہر چلے چھلے تو مصاحب ہین کہا اہل کمال

اشعار

چودہوین تاریخ ہی پر نور ہے باغ جہان
کیا چمن ہم گہرے ہین اہل دل

کوٹھیون پر نور ہے دیوار و در پر نور ہے
جس روش کو دیکھئے بیٹھے نظر آتی ہی

مورچھے کے پہول تارے ہی شگفتہ ہین نور سے
چاندنی پہولی ہوئی ہے ہر چمن

پاؤن تری جناب سے آنکھونکا نور مین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

تجھکو قسم ہے اپنے ہی جاہ و جلال کے ۔ تجھکو قسم نبی فرشتہ خصال کی
تجھکو قسم ہے اپنے پیمبر کے آل کی ۔ دیوار ہو گیا ہون مین گرد ملال سے

پاؤن تری جناب سے آنکھونکا نور مین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

تحریر ہو سکے نہ کسی سے نصیب کی ۔ صورت بھی اب نظر نہین آتی قریب کی
حیران ہیان ہے عقل کمال و طبیب کی ۔ کھلتی ہین آنکھین جس سے کسی عندلیب کی [?]

پاؤن تری جناب سے آنکھونکا نور مین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

اپنے حبیب کے گل رخسار کی قسم ۔ یارب اویسی کی نرگس بیمار کی قسم
یعقوب کے بھی دیدۂ خونبار کی قسم ۔ ایوب کے بھی صبر دل زار کی قسم

پاؤن تری جناب سے آنکھونکا نور مین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

از بسکہ اس مرض سے ہین تنہا ہون اب ملول [?] ۔ حد سے زیادہ کھینچا ہی اب اس مرض نے طول
یارب بپے نبیؐ و بپے نائب رسولؐ ۔ اپنے کرم سے جلد دعا کر مری قبول

پاؤن تری جناب سے آنکھونکا نور مین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

تمت

مثنوی سحر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پلا مجھکو ساقی کوثر شراب
شراباً طہوراً مطہر شراب

شراب بہشتی سی بھردی گلاس
پلا ساقی حور پیکر شراب

زمرد کی بوتل ہو ہیرے کا کاگ
معطر ہے یاقوت احمر شراب

گلاس ایک موتی کا بھر کر دے
صفائی مین ہو آب گوہر شراب

گمان خندۂ گل کا قلقل پہ ہو
کری مغز جان کو معطر شراب

کدورت ہے دل صاف کردے اسے
پلادے مصفا مطہر شراب

پھرون مست ہو کر دم پنج تن
پیون ایکدم پانچ کنٹر شراب

ضرور اپنی ساقی سی مانگین گے ہم
چلے کی لب حوض کوثر شراب

کرو وصف باران رحمت سحر
پیے خوب صد شکر پیکر شراب

گلستان پہ عالم ہی کیا آج کل
رہی ہمت باغبان ازل

نگاہون مین سارا جہان سبز ہے
زمین سبزہ ہے آسمان سبز ہے

چمن مین ہی ہر اوسکی قدرت کا ہی
کہ ہر گل الگ اپنی صورت کا ہے

وہ گل مین ہی بو آپ ہی رنگ مین
وہ گویا ہی بلبل کی آہنگ مین

وہی ورد قمری کی کوکو ہے
وہی حسن سرو لب جو سے ہے

کہین شور شیشے کی قلقل کا ہے
چمن مین کہین نغمہ بلبل کا ہے

عجب سیر ہے قابل دید ہے
یہ نشو و نما اوسکی تائید سے ہے

کیا چاند نے کہیت زیر فلک
کہو کا ہوا شہرہ گردون تلک

ہوا اندنو نکے یہ مرطوب ہے
کرن مہر کی پستی دوب ہے

فلک پر اگر ہو پہنچے خاک چمن
ستارون سی پہولی رہ پہلی کرن

یہ رحمت کی اوس ذات مین ہین صفات
فلک سے برستا ہے آب حیات

دم عیسوی ہے چمن کے ہوا
کہ جان آئے جب کوئی جہونکا چلا

یہ کچھ ابر کرم سے تعجب نہین
اگر من برسنے لگے ہر کہین

یہ شمہ اوسی کی عنایت کا ہے
زمین پر نزول ابر رحمت کا ہے

کئی ابر کے ٹکڑے آئے ہین کیا
یہ بادل ہی اوسنے بنائے ہین کیا

فلک پر کہین صورت ابرو کی ہے
کہین صاف تصویر گیسو کی ہے

کہین نقشہ خال رخسار ہے
کشیدہ کہین قامت یار ہے

کہین راشہ لیلی کی تصویر ہے
کہین پائی مجنون کی زنجیر ہے

گھٹا پر ہے عالم عجب نور کا
اوٹھا ہے دہوان آتش طور کا

گھٹا ہی کہ زہرہ نے کھولے ہین بال
دہنک ہی کہ موباف ہی لال لال

سیہ ابر سفر ہی ایسا اوٹھا
ہین سمجھا کہ کعبے کا پردا اوٹھا

جھکی آکے ساقی کے سر پر گھٹا
ہی ابرو زلف معنبر گھٹا

گھٹا کالی کالی دہنک لال لال
کنہیا کے ابرو پہ جیسے گلال

گھٹا اور بجلی پہ ہے آج چوٹ
ہی آئی دوپٹے مین بجلی کی گوٹ

فلک پر نہین پارہ ہای سحاب ۔ یہ ہین نافۂ آہوے آفتاب

گھٹا ہین سیاہی یہ ہوتی ہی کب ۔ پریشان ہوئی ہے مگر زلف شب

بہار است بی می حرام ست زیستن ۔ برا حوال زہد او باید گریست

انہین لطف گلگشت اصلا نہین ۔ کبھی رقص طاؤس دیکھا نہین

کتابون مین مذکور اسکا کہان ۔ بہشت سخن کا سنو اب بیان

عجب باغ سلطان عالم کا ہے ۔ وہ موتی ہی جو قطرہ شبنم کا ہے

فلک تاک ہے باغ پر نور کا ۔ یہ پروین ہی خوشہ ہی انگور کا

فلک پر فقط ایک ہی کہکشان ۔ بہت ایسی ایسی ہین طرفہ خیابان

نہال تمنا ہین اسکے درخت ۔ اوترتی ہین کرون سے پریونکی تخت

عجب برج ہین منظر شاہ مین ۔ اوترتی ہی زہرہ شب ماہ مین

عجب فیض حضرت کی تاثیر کے ۔ کہ ہر پتی بوٹی ہے اکسیر کے

درختون مین ہین حسن و انداز کیا ۔ اکڑنے مین طاؤس طناز کیا

فزون تیر سے کوک کوبل کی ہے ۔ نہ پوچھو جو حالت مری دل کی ہے

پپیہے بھی کہتے خوش آواز ہین ۔ یہ رنگین فقرے خداساز ہین

ہی نو بوٹے لیتی ہے باد صبا ۔ شگوفون مین ہی گھونگھرونکی صدا

بجانے مین کیا تالیان برگ گل ۔ سنائے نہ دیتا جہین بلبل کا غل

ملائم یہ پتے کہ موہی درخت ۔ یہ چمن راجہ اندر کی سورگ کا تخت

مبارک ہو رندو پھر آئی بہار ۔ پھران روزون جوبن پہ ہی سبزہ زار

ہوئی کشت امید سرسبز پھر ۔ نوینون سے ہین ان کے نئی منتظر

برابر شب و روز کا ہے حساب ۔ کہ اب برج میزان مین ہی آفتاب

نہ گرمی نہ سردی عجب فصل ہے | کہ ہر وقت کیفیت وصل ہے
بہار آئی پھر گل ہوئے باغ باغ | چلے غول کے غول پھر عیش باغ
قرابین باتون پہ چلنے لگے | بھوون پر سروہی نکلنے لگے
مژہ کے اشارے غضب کر گئے | چھری مارکے لوگ مر مر گئے
مراد دشت وحشت مرا عیش باغ | اسی باغ کے پھول ہین دلکی داغ
عجب ایک دشت جنون خیز ہے | ہوا ہے جو فتنہ انگیز ہے
اسی باغ کی مہندی لائی ہی رنگ | یہین آنکر لڑتے ہین خانہ جنگ
اسی باغ مین نرگس یار ہے | اسی کی ہوا آہ بیمار ہے
اسی باغ کی ہی گھٹا دود آہ | اسی مین چمکتی ہے برق نگاہ
اسی باغ کا حوض ہے چشم تر | اسی کے ہین گلبرگ لخت جگر
فقط ڈوب مرنے کو ہے موتی جھیل | جو کودا وہ پونہچا سر سلسبیل
پڑا ارون پہ ہے عالم بیستون | یہ سرخی ہے فرہاد کی جوی خون
دل داغدار اسکا طاؤس ہے | اسی کی زمین جائے افسوس ہے
نہ مجنون نہ فرہاد تقریر ہین | اسی باغ کی دونون تصویر ہین
عجب تختہ پیچ بے نظیر | خضر بیٹھے جمنا پہ ہو کر فقیر
جھکے شاخ جو طوق گردن ہوے | بہار جہان آکے جوگن ہوے
عجب کیا جو زہرہ ملائے بہار | تعجب نہین رعد چھیڑے ملار
پلا ایسے موسم مین ساقی شراب | ساقی آ چلے آج کل کی بھی باقی شراب
مہینا ہے ساون کا برسات ہے | جھڑی مینہ کی اندرون دن رات ہے
حقیقت مین جوبن پہ ہے عیش باغ | گھٹا اسکے موقع سے لالی کا داغ

مہیا ہین سامان عیش و طرب
عجب اپنی صحبت ہی نکھری ہوئی
سجھایا ہے اچھا صحبت کا حال
جدھر دیکھیے عالم آب ہے
طبیعت کو ہے آج کل ولولہ
یہ موقع نہین چپکے بیٹھنے کا ہی
بہار ہے اشعار رنگین کہون
کہ حضرت ہین خود شاعر بے نظیر
پسند آئینگے گو کہ قابل نہین
حقیقت مین ہین یہ سحر افسون بیان
عجب روزمرہ ہی ہر دل پسند
نیا شعر کہنے کا انداز ہے
نرالی ہی طرز بیان سخن
کرورون کہے شعر موزون ہے
تسلسل ہے گینہ کا تقریر مین
طبیعت کا سب سی نیا رنگ ہے
رجع ہے واللہ سارا کلام
سخن گو سخن فہم مردم شناس
یہ فیض طبیعت خداداد ہے
احبا ہی پوسے کہ مضمر خدا

کچھ احباب ہین منتخب منتخب
بلا زلف ساقی ہے بکھری ہوئی
یہ ہے کوئی محفل ہے یہ کیا مجال
خدا جانے سچ ہے کہ یہ خواب ہے
ضروری ہے کچھ شعر کا مشغلہ
یہی وقت تو شعر کہنے کا ہی
وہی نذر سلطان عالم کو دون
پسند آئے شاید یہ نظم فقیر
کہ حضرت کا کوئی مقابل نہین
یہ کوثر کی دہوئی ہوئی ہی زبان
مضامین عالی ہین شوکت پسند
کرامت ہے افسون ہے اعجاز ہے
غزل روح کی شعر جان سخن
نکالے ہزارون ہین مضمون نئے
یہان بیٹھتے مین دو آتشہ ہین
گل اندام مہکتے ہین کیا رنگ ہے
سنا ہے کلام بلاغت نظام
یہی آدمی ہو جو آپ کے پاس
زمین شعر کی اختر آباد ہے
مگر نظم سب حال گذرا ہوا

یہ جلسہ بھی ہے آج کا یادگار ۔ کہاں تم کہاں ہم کہاں یہ بہار
غنیمت شمر صحبت دوستان ۔ کہ گل پنج روز است در بوستان
مصر ہوئے احباب بھی کہا ۔ طبیعت کو بھی شوق پیدا ہوا
ہوا قلزم فکر مین غوطہ زن ۔ نکالے اوسی وقت دُرِّ سخن
کہے شعر حضرت کے اقبال سے ۔ یہان تک نہ چھوٹا مری چال سے
مرا رتبہ خسرو سے کیا کم ہوا ۔ کہ مداح سلطان عالم ہوا
اثر یہ فقط فیض حضرت کا ہے ۔ کہ جو شعر ہے وہ قیامت کا ہے
نہ قصہ ہے کوئی نہ کچھ داستان ۔ تراشی ہی کیا لکھنو کی زبان
فقط روزمرہ ہے مضمون نہین ۔ کہ معلوم ہوتا ہے موزون نہین
سناتے جسے اوسکو یہ ہوکا ہوا ۔ کوئی باتین کرتا ہے بیٹھا ہوا
نہ باقی رہی مثنوی کی ہوس ۔ زیادہ تکلف تکلف ہے بس
وہ فقرے ہین جو دل کو مرغوب ہین ۔ اشارے کنائے بہت خوب ہین
رہ عشق کی ہین یہ چالین نئے ۔ نئی بندشین ہین مثالین نئے
یہ اونچی ہی چھیٹے ہین اوستاد کے ۔ وضو ڈھیلے ہوتے ہین زہاد کے
اور کہہ جائین کہنو وہ یہ ہین وہ جوڑ ۔ فلاطون یہ چلجائے سوچے نہ توڑ
یہ وہ ذوق ہی سب قاصر ہین وہم گھٹین ۔ مسیحا بھی دیکھے تو نبضین چھٹین
خضر راہ بھولے ہین اس راہ مین ۔ گرے ہین بہت یوسف اس چاہ مین
وہ دریا ہے یہ ڈوبے مرتے ہین لوگ ۔ یہان سوکھے کہاتون اوترتے ہین لوگ
وہ طوفان ہی عزت ڈبوتا ہے عشق ۔ خدا کا غضب ہو تو ہوتا ہے عشق
عجب نسخہ ہی طرفہ معجون ہے ۔ نیا شعر ہے تازہ مضمون ہے

اسی شیشے مین وہ پری بند ہے ‏ خراج اودہ جسکا اسپند ہے

یہ عاشق کو دیتا ہے پھر سے مزے ‏ یہ سلواتا ہے روز مرے سنے

نہین رہتی اس عشق مین آبرو ‏ یہ سنئے پریزادون کی گفتگو

یہان جان شیرین بہی پھونکی جاٹ ‏ یہان ساہ جی کا اولٹتا ہی ناٹ

بہلا آدمی کی تو کیا اصل ہے ‏ پریزادون کو خواہش وصل ہے

مزے قہقہون پر نہ جانا کہین ‏ ہنسانا کہین ہے رولانا کہین

یہان کوئی جہانسون مین آتا نہین ‏ کوئی ایسون کو منہ لگاتا نہین

کہین اور ہے یہ زمین گر میان ‏ ابی چاندنی سے کے حوالے روان

پٹکے قاقون مین سیکھے ہو پیچ کھو ‏ ذرا پیچ کو بند رکھا کرو

کہین منہ کی کہلوائیگی یہ زبان ‏ کہین جان کا کہنا کہوینگے جان

کہین لالی پڑ جائینگے جان کے ‏ کہان جان ہے جان پہچان کے

کسی اور ہی سے رہی یہ حکت ‏ کہین اور ہی جہانٹئیے یہ لعنت

مرا مغز یک بابا کی کیون کہا گئے ‏ یہان میر ملتے کہان آگئے

غرض عشق مین ہین یہ رسوائیان ‏ زمین سخت ہی دور ہے آسمان

خدا جانے کس دل کا ایجاد ہے ‏ فلک پہٹ پڑے ایسی افتاد ہے

یہ شہر محبت کا بازار ہے ‏ یہان جو ہے جسکا خریدار ہے

یہان سکہ داغ کا ہے چلن ‏ یہان بکتے ہین کربلا کے کفن

اسی چوک کا ہے وہ کمرا بنیا ‏ کہ بنتا ہی عشاق کا مقبرا

اسی کی دوکانون مین بکتا ہی زہر ‏ یہان سکے دلال ڈہانتے مین قہر

یہان بہنتے مین مرغ دلکی کباب ‏ یہان ڈہلتی ہے خون سر کی شراب

بڑے بانکے مضبوط و لڑکے کرے
غرض ایک سے ایک ساری چھوٹی بڑے

مروت کے پتلے محبت کے لوگ
حقیقت میں قابل زیارت کے لوگ

نفیس ان کی پوشاک صورت نفیس
طبیعت نفیس اور صحبت نفیس

نیا روزمرہ نئی گفتگو
ہمیشہ نئی بات کی جستجو

جسے دیکھو بشاش بشاش ہے
غرض یہ کہ ہر ایک خوش باش ہے

جہاں تک ہے موزوں کا ہے مبتلا
نہیں فکر شعر و سخن کے سوا

نہ عقبیٰ کا کچھ غم نہ فکر معاش
شب و روز مضمون نو کی تلاش

زمانے پہ شاعر جگت رنگ ہے
چھایا ہوا یار من کا رنگ ہے

نئی محفلیں روز جلسے نئے
اوٹھے لطف ہر ہر غزل سے نئے

جلاتے ہیں پرچہ لکھوا سو جتنا
کہیں گنجفے میں نقشہ سو جتنا

کوئی سوز پڑھ کر رولا دیتا ہے
کوئی منہ بنا کر ہنسا دیتا ہے

حقیقت میں یہ ایک پیدا کہاں
نئی روز قصے نئے کہانیاں

جھلکتا نہیں رنج آنسو کے ساتھ
کبھی خیر مقدم نہ دیکھا اور اس ساتھ

یہ سب یوں تو ہر فن کے شائق ہیں
غرضے و صاف عشق میں طاق ہیں

اسی شہر میں ہے وہ لوہے کا پل
کہوں سایہ شہپر عقل کل

نہ رہتی کبھی گومتی جوش میں
نہ چھٹے اگر پل کے آغوش میں

وروں پہ ہی عکس شفق کی چمک
کمانی ہے ہر ایک قوس فلک

کہوں گومتی کو جو دریا ہے
تو ہی تیغ ابرو پل آ ہے

نہاتے ہیں جب گھاٹ پر آشنا
ہم گھنٹے میں دیکھتا دیکھنا

چل آتی ہے کیا آج رو پیہ
سمندر کا گھڑیال کھاتا ہی دہو

نہا کر بنے تشلیعہ پاک صاف
ہوئی باقی ہفت سالہ سحاف

خطاب ایک فوراً عنایت ہوا
پھر اگلی ملازمت کا خلعت ہوا

سنا ہے یہ پرہیزگار یکا حال
پاین سلطنت فکر اکل حلال

یہاں تک تو تھا خوف روز حساب
کہ جاے کا تھا خرچ مہر خضاب

خدا بخشے جنت مکان کو سحر
ملین باغ جنت مین قصر گہر

کیا یاد مجھکو قصیدہ سنا
وہ تھا پانچ سو شعر سے بھی سوا

زبان مبارک سے تعریف کی
کہا بس یہ خوبی ہے تصنیف کی

مین ہر بار تسلیم کو خم ہوا
کھلا غنچۂ دل یہ عالم ہوا

بڑی دیر تک یہ عنایت رہے
ان آنکھون کو حاصل نہ یارتا رہے

بجا لایا آداب رخصت ہوا
مجھے سرفرازی کا خلعت ہوا

غزل روز اوس دن سے جانی لگی
نئی روز فرمایش آنے لگے

جب آتا تھا محفل مین بیت السرور
غزل گائی جاتی تھی اپنے حضور

عنایت کبھی گانیونکو ہوے
کبھی وہ غزل باجے والونکو دی

رہا سال دو سال یہ اتفاق
دکھایا مقدر نے آخر فراق

نہ کام آئے افسوس جان سحر
گئے خلد کو قدردان سحر

ہوا جب سے جنت مکانکا وصال
طبیعت کو رہتی ہے حسرت کمال

نہین پوچھتا کوئی رشک قمر
کہ تم کون ہو شام ہو یا سحر

نجات ایکدن آخر اس غم سے ہے
ابا امید سلطان عالم سے ہے

دعا ہے کہ جب تک یہ عالم ہے
یہی دور سلطان عالم رہے

رہے دورۂ شاہ عالی مقام
نہ ہو جب تلک دور گردون تمام

درخشاں رہے آفتاب ارم ÷ کریں عید نوروز ہر روز ہم

ہمیشہ ترے اقبال ہو نیا ملک قبضے میں ہر سال ہو

سلامت رہے شاہ بیدار بخت حقیقت میں ہی رونق تاج و تخت

زیارت کدورت کو کرتی ہی صاف مرا عرض کرنا نہیں ہے خلاف

قسم کھائے ایسے اقبال کے سواری پیادوں کی ہے پالکے

تفرح ہے عدالت کا سارا جہان مٹا ہی دیا نام نوشیروان

خوش آمدسی یہ عرض کرتا نہیں سکندر کو دارا کو رتبا نہیں

یہ سیرت یہ صورت یہ محفل کہاں خزانہ ہوا ہی تو یہ دل کہاں

عجب طرح کے ولولے دل میں ہیں کہ جب دیکھیے عشق منزل میں ہیں

پریزادوں کے دل ہی قابو میں ہیں نئے پیچ حضرت کے گیسو میں ہیں

ہویدا ہی چشم و ابرو سے ہے کہ وہ حدہ الگ ہر پری رو سے ہے

کہوں زلف مشکیں کو شام اودھ تسلسل سے ہے انتظام اودھ

خمن کوئی حلقہ ہی کوئی مشار ہوا لکھنؤ کی ہے اب مشکبار

پھنسیں جس میں پریاں وہ پھندا ہی زلف گریبان قیصر کا قبضا ہے زلف

فدا جام جم چشم پر نور پر کہ سب حال عالم ہے پیش نظر

یہ چشم مروت تو دیکھی نہیں کہ آنکھ آگے مجرم کے اٹھتی نہیں

انھیں آنکھوں پر پردہ داری ہی ختم گھرانی یہ سب ضد اری ہی ختم

قیامت ہی یا نخل قامت نے کی گلستاں میں طرفہ حکایت سنی

صنوبر پہ سایہ جو کل پڑ گیا زمین میں خجالت سے گڑ گیا

بدل ہیں جو حضرت غلام علی وظیفہ ہے دن رات نام علی

زبان مبارک سے پڑھی یہ سخن ۔ دم عیسوی ہے دم پنج تن

ادا اول سے کرتے ہیں فرض خدا ۔ کہ ہوتی نہیں پنجگانہ قضا

خواصوں کو یہ حکم حضرت کا ہے ۔ کہ وقت سحر وقت عزلت کا ہے

اگر استراحت میں پاؤ مجھے ۔ تو پانی چھڑک کر جگا دو مجھے

اوسی طرح بھی سمجھتے ہو ثبات ۔ اسی طرح پاتے ہیں جشن فیض کا

ہزاروں ہیں اہل حقیقت کا ساتھ ۔ نہیں دخل ہے مدعی سا بیاب

زمانے کی دولت خزانے میں ہے ۔ لٹانے کا شہرہ زمانے میں ہے

خوش اخلاق و خوش طبع خوش اتفاق ۔ سنا جسکو مومن کیا اتحاد

رفیقوں کو بے انتہا زر دیا ۔ امیر کبیر آن میں کر دیا

کیا خاک سے پاک ایک ایک کو ۔ عنایت کی املاک ایک ایک کو

خطاب ایسے ایسے دیے جابجا ۔ کہ گمنام بھی ہو گئے نامور

عنایت وہ کیں نور کی دو کمان ۔ نہ پہونچے سلیمان کا تخت رواں

دیے سب کو چاندی کے وہ نشان ۔ ہوئی جنسے دوتی سواری کی شان

تکلف یہ اس سن میں پیدا کیا ۔ کہ ہر فن میں ایجاد اپنا کیا

یہ عالم جو پریوں کے عالم کا ہے ۔ سب ایجاد سلطان عالم کا ہے

مکان ایسے ایسے بنائے کہ واہ ۔ پھسلتی ہے دیوار و در پر نگاہ

مکانوں کے برجوں پہ کیا نور ہے ۔ جدھر دیکھئے جلوۂ طور ہے

جھلک ہے سوا آتش طور سے ۔ غش آجائے موسی کو بھی دور سے

جلوخانے میں دخل ممکن نہیں ۔ کہ رفعت میں گردوں بھی اسکے زمیں

یہاں بارہ برجوں کی ہے قید کیا ۔ عجب قبہ نور میں جابجا

سواری کا بادِ بہاری ہے نام
گذرتے ہیں جلوخانے میں صبح و شام

ختن کے ہرن دلکشا ہیں جو آئیں
سڑک دیکھکر چوکڑی بھول جائیں

چکارے ہیں ریشے کے اوڑتے ہوے
یہ حضرت کی آنکھیں ہیں دیکھتے ہوے

عجب لوگ بادِ بہاری کے ہیں
یہ گلدستے سب ایک کیاری کے ہیں

ملازم نئے ڈھونڈے جاتے ہیں لوگ
کہ رستوں سے چن چن کے آتے ہیں لوگ

کبھی سو جو بانکا اکھٹا ہوا
وہ طیار تب اک رسالا ہوا

قواعد نئے اور بولی الگ
جبھی آپ جانو ٹلے ٹولے الگ

عجب کام کرتے ہیں پھرتی کے ساتھ
قواعد میں رہتا ہیں گورنگے ہاتھ

قواعد میں ایجاد کیا کیا کیے
بڑے صاحب آ آ کے دیکھا کیے

سواروں کی کرچیں چمکتی ہوئی ÷
پڑی آنکھ جنھپر جھپکتی ہوئی ÷

طپنچے قبوروں میں تصویر کے
کریں ٹوٹ پلے پہ سد تیر کے

رسالی ہیں دریا تو کیجیں ہیں موج
کنارہ کری کیوں نہ دشمن کی فوج

سواروں میں ہیں ایسے ایسے نہنگ
نکالیں دشمن کو شہکام تنگ

سواروں کے ہر سو پرے کے پرے
وہ گھوڑے کہ انسان دیکھا کرے

قدم باز شایستہ و خوش خرام
اشارہ ہی کافی جو توڑے لگام

وہ نقرئی ہیں لکھی جنکا لقب
بیاں کیا کہ ایران میں منتخب

اگر معرکے میں ہو سر چپی کا کام
یہ تازی کریں دم میں تکلی تمام

رسالوں کی ڈنکو نکے ہی یہ صدا
طفیل سوار براق اے خدا

سواروں کی جاری یہ پھرتی رہی
حرم کی سلامیں اور تختے رہے

سلامت رہے بادشاہ جرسے
ظفریاب ہو یہ سپاہ جرسے

پہر سے سپاہ تبلا کے جو ناز سے — چلی راگنی پردۂ ساز سے

جہان تان توڑی ستم ہو گیا — وہ سم حق مین شور بیکے سم ہو گیا

وہ گھنگرو یہ کہتے تھے ہر گام پر — نہ موقوف ہو ناچ آٹھون پہر

کسین رقص مین پاؤن تھمنے نہ پائے — جہاں راگ کا رنگ جمنے نہ پائے

وہ اک سار ایک سے بڑھ بڑھ کے توڑا لیا — کہ انعام توڑے پہ توڑا لیا

کوئی پہنے تھے سر پہ پیشوانہ — پڑے ہاتھ جبکے دامن پہ سبزہ نمانہ

عروس چمن صدقے تھے لباس پر — کئے صاف سب ہاتھ ہر گاس پر

وہ چٹکی بجاتے کہ دل لگیا — طبیعت دبا لو یہ ہے چل گیا

جواہر کے ٹکڑے تھے چونکے بول — کہ ہیرا لئے بیٹھے تھے تان تول

سمنی جو گیا راگنے سب نظیر — کیا جسنے نجم النسا کو فقیر

سناتے تھے دہرا کوئی بر محل — کوئی گاتی تھی یہ سحر کی غزل

غزل

مبارک ہو کیا جشن شاہانہ ہے — فرح بخش کوٹھی پری خانہ ہے

ہے دورۂ جام چشم پری سے — سلامت رہے جسکا میخانہ ہے

کبھی آنکھ ہم سے بھی ملجائے گی — ملیگا جو قسمت مین پیمانہ ہے

نہ گل اپنی کیونکر ہون ای بلبلو — چمن کا تو سبزہ بھی بیگانہ ہے

میرا شیشۂ دل نہ ٹوٹے کہین — تری چال مین طرز مستانہ ہے

دکھاوینگے محشر مین خط جبین — یہان بھی معافی کا پروانہ ہے

پلا جلد تل جھٹ ہے ساقی کہین — نیا دور ہے بزم شاہانہ ہے

مبارک ہو شاہ اودھ کو یہ بزم — سحر جشن جمشید افسانہ ہے

عجب بات سلطان عالم کی ہے — یہ سب بات سنتی لبس اسی دم کی ہے
وہ حضرت کی آمد سواری کا لطف — سلامی مین تھا چاندماری کا لطف
وہ توپون کا چلنا وہ غبار رنگ — ہوائی سی وہ چھوٹنا تارون کا
وہ بجری دہوین دہوین کے جہاز — نہ ہونگے سمندر مین ایسے جہاز
وہ تالون سے چھوٹے ہوا بادبان — کسی پر تھی نوبت کسی پہ نشان
وہ جھیلے کے بجے پڑتا تھا دہم — صدا تھی یہ ہر جا پہ پر دہم دہم
ہمارا عجب شاہ ذیجاہ ہے — عمل جسکا ماہی سے تا ماہ ہے
بجاتے تھے باجے الگ اپنا رنگ — بجاتے تھے ڈانڈو سنے کیا طرز رنگ
وہ تختہ بنا تھا ارم کا چمن — سجے تھے وہ کوٹھے کہ جیسے دلہن
کنول جابجا تھے آئینے بانڈیان — قرینے سے سب جسکا موقع جہان
ہمیشہ رہا جشن سرکار مین — نئی تھی عید سے روز دربار مین
مخاطب ہوئے اہل دربار سب — نمرے لوٹتے تھے نمکخوار سب
معافی کی فرمان جاری ہوئے — جو اگلی تھی باون ہزاری کے تھے
سلامی کی توپین چلین چار سو — ڈھنڈورا پھرا شہر مین کو بکو
ہوئی عزت تاج و تخت و کلاہ — کہ سلطان عالم ہوئے بادشاہ
قدیمی نمکخوار ہے یہ قمر — سنین گو کہ حضرت کو ہے کیا خبر
فراموش اب ذہن حضرت ہون — ملازم ہون ہرچند مدت کا ہون
قصیدہ بھی سابق مین گذرا ہے — مشرف زیارت سے آگے ہو چکا
جدا ہون جو قدموسی سے یہ مشتاق ہے — یہ دل پھر زیارت کا مشتاق ہے
تمنا یہی ہر وقت حاضر ہون — کبھی دم نہ خدمت سے غافل رہون

تصور سے حضرت کے میرے لیکن ہیں ‏ — یہ سب کہتے ہیں عشق منزل ہیں

یہی آرزو ہے ہوا خواہ کی ‏ — تواریخ موزون کرے شاہ کی

شب و روز ہے یہ دعا ہی فقیر ‏ — الٰہی بطفیل جناب امیر

الٰہی بسجع شہنشاہ طوس ‏ — مبارک ہو ہر سال جشن جلوس

زمانے کا یارب کوئی غم نہ ہو ‏ — کبھی محفل عیش برہم نہ ہو

قیامت تک اختر کا شہرہ رہے ‏ — شب ماہ میں رقص زہرہ رہے

خدا رکھے اس شہر کی خیر کو ‏ — عجب باغ فردوس ہے سیر کو

عجب دم ہے دنیا میں یہ دم رہے ‏ — یہی دور سلطان عالم رہے

تمت

قطعہ تاریخ طبع کلیات سحر نتیجہ فکر شاعر شیرین بیان شیخ محمد جان متخلص بہ شاد

جب کلیات نظم سحر معدن سخن ‏ — مطبوع کارنامہ رونق فزا ہوا

منقوش لوح تازہ بہار چمن طراز ‏ — جدول ہر ایک خط شعاعی سے پر ضیا

زیب نگین مہر سلیمان ہر ایک لفظ ‏ — ہر ایک سطر زلف پری سی حسین سوا

ہر نظم سلک گوہر مضمون آبدار ‏ — مرغوب خاص و عام ثنائیہ کبریا

مطلع ہر ایک مطلع والفجر والقمر ‏ — مقطع ہر ایک مقطع والشمس والضحیٰ

مصرع ہر ایک مصرع سرو قد حبیب ‏ — ہر بیت بیت ابروی معشوق خوش ادا

معنی طراز صورت مانی ہر اک غزل ‏ — ہر ایک بند بستہ دلوں کا گرہ کشا

ہر قطعہ وہ کہ نامہ خوبی ہے جس پہ قطع ‏ — ہر چار بیت چار حد رکن اربعا

ہر پنجہ مس سخن ہر مخمسے ‏ — ششدر رہیں مسدسوں کی صفا سے ہر آئنا

ہر مثنوی ریاض سخن گلشن کلام ‏ — اشعار ہر قصیدہ گل مدحت و ثنا

[illegible] سال ختم و [illegible] آگہی ‏ — تاریخ یہ کہی کہ ریاض سحر چھپا

۱۲۹۰ ۱۲۹۳

التماس

شائقان سخن شیرین بیان

و مشتاقان کلام رنگین پر مضمون ہو کہ

ایک مدت سے راقم کو تلاش نظم روح پرور کلام موزون

پر اثر شاعر رنگین بیان فصیح اللسان جناب شیخ امان علی مرحوم

متخلص بہ سحر تھی الحمد للہ بتائید احباب شاہپوری حوالی باحسن اسلوب کلیات کی

ترتیب دی کی ریاض سحر نام رکھا بغرض تفرج طبع شائقین چھاپ کے

مشتہر کیا اور آئندہ جو غزل و اشعار رہ گئے تھے آئین گے ہنگام طبع ثانی شامل

کلیات کیے جاینگے اب حسب منشاء قانون بستم سنہ ۱۸۶۷ع درخواست

رجسٹری کی ہے حفظ حقوق مشقت ترتیب و صحت کی فکر ہوئی ہے لہذا

بخدمت طالبان سخن سنج و پیشگان مرنجان مرنج التماس ہے کہ

جسقدر نسخے مطلوب ہون مطبع کارنامہ واقع گولہ گنج متعلقہ شہر

لکھنؤ سے طلب فرمائیں بے اجازت راقم چھاپنے

کا خیال نلائین کہ نقصان اوٹھائین گے

بر رسولان بلاغ باشد و بس

فقط

سنہ ۱۲۹۱ ہجری